جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان

علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

انوارِ مدینہ

لاہور

بیاد

عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ

بانی جامعہ مدنیہ جدید

فروری
سنہ ۲۰۰۲ء

ذیقعدہ
سنہ ۱۴۲۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

انوار مدینہ

جلد : ۱۰ ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ - فروری ۲۰۰۲ء شمارہ : ۲

مدیر اعلیٰ
سیّد محمود میاں
مہتمم جامعہ مدنیہ (جدید) رائیونڈ روڈ
لاہور

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۳ روپے	سالانہ	۱۵۰ روپے
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، دبئی	//	۵۰ ریال
بھارت، بنگلہ دیش	//	۶ امریکی ڈالر
امریکہ، افریقہ	//	۱۶ ڈالر
برطانیہ	//	۲۰ ڈالر

○ اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ ماہ ــــــ سے آپ کی مدّتِ خریداری ختم ہوگئی ہے، آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ ــــــ ارسال فرمائیں۔

ترسیلِ زرو رابطہ کے لیے

دفتر ماہنامہ "انوار مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور
پوسٹ کوڈ : ۵۴۰۰۰ موبائل : ۰۳۳۳-۴۲۴۹۳۰۱
فون : ۷۷۲۶۷۰۲ ۲۰۰۵۷۷ فون / فیکس: ۹۲-۴۲-۷۷۲۶۷۰۲
E-mail : jamiamadaniajadeed@hotmail.com

سیّد رشید میاں طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ "انوار مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا

اِس شمارے میں

ادار یہ		۳
درس حدیث	حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۶
میرے والد ماجد	مولانا ابواحمد صاحب	۱۰
سوانحی جھلکیاں	حافظ بشیر حسین صاحب	۱۲
صلی اللہ علیہ وسلم	سیّد سلمان گیلانی	۲۱
مرزائیوں کے غور وفکر کیلیے	حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحبؒ	۲۲
حج اور عمرہ کے چند اہم مسائل	حضرت ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب	۳۲
فہم حدیث	حضرت ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب	۳۴
آیئنہ جو دکھایا تو برا مان گئے	پروفیسر میاں محمد افضل صاحب	۳۹
دینی مسائل		۴۴
حاصل مطالعہ	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۴۹
تحریک احمدیت		۵۴
تقریظ و تنقید		۶۰

رابطہ: دفتر کراچی

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہّ خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد

۲۵رجنوری کے قومی جرائد میں اسرائیلی وزیر اعظم ایریل شیرون کا ایک بیان شائع ہوا ہے جو سیاست کی آڑ میں مذہبی بنیاد پرستی، اسلام دشمنی اور مسلم کشی کی آگ میں ڈوبا ہوا ہے یہ بیان مسلم حکمرانوں بالخصوص پاکستانی اور عرب دنیا کے فرمانرواؤں کے لیے عبرت ہے جو ہر وقت اس فکر میں رہتے ہیں کہ دنیا پر ثابت کر دیں کہ وہ مذہبی بنیاد پرستی سے پاک ''لبرل'' سوچ کے حامل ''روشن خیال'' مسلم حکمران ہیں۔

قارئین کرام ایک بار پھر اس بیان کو بغور ملاحظہ فرمائیں :

''مقبوضہ بیت المقدس (ابوسارہ کی خصوصی رپورٹ) اسرائیل کے وزیر اعظم ایریل شیرون نے کہا کہ یہودی آج بھی اللہ کی پیاری مخلوق ہے اور اس نے یہودیوں کو ہر نعمت سے نواز رکھا ہے اور آج یہودی دنیا بھر میں پہلے کی طرح اپنے قدم جما رہے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے یہاں ایک کارنر میٹنگ سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہودی ایک متحد قوم ہے اور اپنے مذہب کے تحفظ کے لیے ایک ہے لیکن آج مسلمانوں کا شیرازہ بکھر چکا ہے اب وہ متحد نہیں ہو سکتے اب بیت اول (مسجد اقصیٰ) کو آزاد کرانا ان کے بس میں نہیں وہ اپنے فروعی مسائل میں الجھے ہوئے اور عیاشی میں بری طرح پھنس چکے ہیں کیونکہ اب ان میں حضرت عمرؓ اور صلاح الدین ایوبی'' والا جذبہ نہیں رہا اب مسلمان عیاشی کا سمبل بن چکے ہیں جب تک یہ

عیاشیوں میں رہیں گے ہمارے مفادات کا تحفظ خود بخود ہو گا۔ ایریل شیرون نے کہا کہ فلسطینیوں کو اگر رہنا ہے تو ہمارے تابع ہونا پڑے گا ورنہ ان کو سختی سے کچل دیا جائے گا ہم اپنے شہریوں کو ہر لحاظ سے تحفظ فراہم کرتے ہیں اور فلسطینیوں کی دہشت گردی کو کچلنا ہمارا نصب العین ہونا چاہیے ہمارے شہریوں کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ اسرائیل میں مزید شہر تعمیر کیے جائیں گے اور دنیا کے ہر ملک میں یہودیوں کی بستیاں تعمیر کی جائیں گی ان کی تعمیر و ترقی کے لیے فنڈز دیے جائیں گے۔ بھارت میں ہمارا رشتہ پختہ ہے وہاں پر موجود یہودیوں کو تحفظ دینے کے لیے بھارت کے ساتھ مزید معاہدے کیے جائیں گے۔"

اسرائیل کا یہودی اور بنیاد پرست وزیر اعظم انبیاء علیہم السلام کی قاتل قوم یہود کو مذہبی اعتبار سے اللہ کی پسندیدہ قوم کہتا ہے حالانکہ یہودیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"اور (یہود) کہتے ہیں ہم کو ہرگز (جہنم کی) آگ مس نہ کرے گی مگر گنے چنے چند روز کے لیے آپ (ان یہودیوں سے) کہہ دیجیے کیا تم لے چکے ہو اللہ سے (قول و) قرار کہ (اس کی وجہ سے) اب اللہ ہرگز اس عہد کے خلاف نہ کر سکے گا یا کہتے ہو اللہ کے بارے میں (بے سوچے سمجھے) ایسی بات جو تم نہیں جانتے۔" (پارہ ۱ ع ۹)

ایک اور جگہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"یہ (دین سے روگردانی یہود کی) اس واسطے ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم کو دوزخ کی آگ ہرگز مس نہ کرے گی مگر چند دن گنتی کے اور بہکے ہیں اپنے دین میں اپنی بنائی ہوئی باتوں پر (جو ان کے بڑوں نے گھڑی تھیں کہ ہم انبیاء کی اولاد ہیں اور اللہ کے چہیتے ہیں اس لیے عذاب نہ ہوگا اگر ہوگا بھی تو چند دن)۔" (پارہ ۳ ع ۱۱)

یہود جو کہ انبیاء علیہم السلام کے قاتل ہیں اس کے باوجود ان کی بے شرمی اور ڈھٹائی کا یہ حال ہے کہ اپنے کو اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ قوم سمجھتے ہیں قرآن پاک میں ارشاد ہے :

"جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ کے حکموں کا اور قتل کرتے ہیں پیغمبروں کو ناحق اور قتل کرتے ہیں لوگوں میں سے ان کو جو حکم کرتے ہیں انصاف کرنے کا سو خوشخبری سنا دے ان کو درد ناک عذاب کی، یہی ہیں جن کی (اعمال کی) محنت ضائع ہوئی دنیا میں اور آخرت میں اور کوئی ان کا مددگار نہیں۔" (پارہ ۳ ع ۱۱)

ایک اور جگہ ارشاد ہے :

"پھر جب کوئی رسول تمہارے پاس لایا (اللہ کا) وہ حکم جو تمہارے جی کو نہ بھایا تو تم تکبر کرنے لگے پھر (نبیوں کی) ایک جماعت کو جھٹلایا (جیسے حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد علیہما السلام کو جھوٹا کہا) اور ایک (نبیوں کی) جماعت کو تم نے قتل کیا (جیسا کہ حضرت زکریا اور حضرت یحیٰی علیہما السلام کو قتل کیا)۔"

یہود کی "مذہبی انتہا پسندی" اور "بنیاد پرستی" کا یہ حال ہے کہ "اعتدال پسندی" سے ان کو دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اس لیے جب بھی انبیاء علیہم السلام یا انصاف پسند لوگوں کی طرف سے ان کو معروف بات یا نصیحت کی جاتی اور وہ ان کی منشاء کے خلاف ہوتی تو انکار کردیتے اور کہتے ہمارے دلوں پر غلاف ہے (بجز اپنے دین کے کسی کی بات ہم کو اثر نہیں کرتی کسی کی سحر بیانی اور کرشمے کی وجہ سے ہرگز اس کی متابعت نہیں کریں گے۔

یہودیوں کی ہٹ دھرمی کے دسیوں واقعات قرآن پاک اور ذخیرۂ احادیث میں جابجا بیان کیے گئے ہیں ہم نے بطور نمونہ چند ذکر کردیئے ہیں اپنے کو "لبرل" کہلانے والا یہودی سب کچھ کے باوجود ظاہری اور باطنی ہر اعتبار سے مذہبی طور پر نہ صرف متعصب اور بنیاد پرست ہے بلکہ اس کو اس پر فخر بھی ہے جیسا کہ ایریل شیرون کی تقریر سے ظاہر ہے کاش مسلم حکمران بھی اپنے دین و مذہب کے ساتھ زیادہ نہ سہی "ایریل شیرون" جتنے ہی مخلص ہو جائیں اور بنیاد پرستی پر شرمانے کے بجائے یہودی وزیر اعظم جتنی بیبا کی ہی اختیار کرلیں تو امید کی جاسکتی ہی کہ مسلمانوں کی ڈوبتی ناؤ شائد کنارے لگ جائے۔

اللہ تعالیٰ مسلم حکمرانوں میں ہمت و جرأت کے ساتھ ایمانی غیرت بھی عطا فرمائے۔ آمین۔

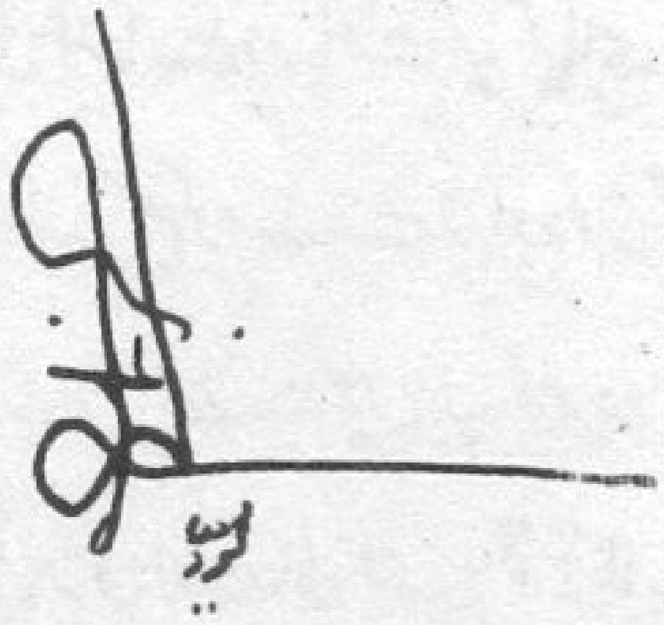

مولای صل وسلم دائما ابدا　　درس حدیث　　علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان خانقاہ حامدیہ چشتیہ رائیونڈ روڈ کے زیرِ انتظام ماہ نامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

رسول اللہ ﷺ کے محبوب رشتہ دار حضرت فاطمہؓ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ

کمالِ ایمان کے لیے آپ کے رشتہ داروں سے محبت ضروری ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ''توسل'' کا ثبوت

﴿حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز﴾

ترتیب و تزئین: مولانا سیّد محمود میاں صاحب

(کیسٹ نمبر ۲۹، سائیڈ اے، ۸۴-۱-۶)

الحمدللہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ سیّدنا و مولانا محمدؐ و آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا گیا ای الناس کان احب الی رسول اللہ صلی علیہ وسلم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ کون محبوب تھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ''فاطمہ'' دریافت کیا گیا کہ ہم مردوں میں پوچھ رہے ہیں پ کو مردوں میں کون زیادہ محبوب تھا تو انھوں نے جواب دیا ''زوجھا'' کہ ان کے شوہر یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ [1] تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اور رشتہ داروں سے بھی اسی طرح محبت تھی اور تعلق تھا اور آپ کو یہ پسند تھا کہ ان کی عزت کی جائے، بے عزتی نہ ہو۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور غصہ کی حالت میں محسوس ہوتے تھے حضرت

[1] مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۵۷۰

عبدالمطلب ابن ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا آپ نے دریافت کیا کس بات پر غصہ آیا ہے کس بات پر خفگی ہوئی ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہمارا (یعنی بنو ہاشم) اور قریش کا کیا عجیب سا حال ہے کہ اذا تلاقوا بینھم تلاقوا بوجوہ مبشرۃ جب وہ آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو خوشی کے انداز سے ملتے ہیں ان کے چہرے سے خوشی ٹپکتی ہوئی محسوس ہوتی ہے اور جب ہم سے ملتے ہیں تو بالکل ایسے جیسے کوئی بات ہی نہیں ہے، خوشی ہی نہیں ہو رہی اُنہیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات سن کر خفگی ہوئی اور خفگی اتنی ہوئی کہ احمر وجھہ' آپ کا چہرۂ انور سرخ ہو گیا پھر فرمایا والذی نفسی بیدہ لا یدخل قلب الایمان قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کسی آدمی کے دل میں ایمان اُس وقت تک داخل نہیں ہوگا جب تک اس کی یہ حالت نہ ہو حتی یحبکم للہ ولرسولہ [۲] حتی کہ تم لوگوں سے اس کی محبت خدا اور رسول کے رشتہ سے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار ہیں اس بناء پر ہمیں ان سے محبت رکھنی چاہیے جب تک یہ بات نہ ہو تو گویا مسلمان نہیں ہے۔

سچی محبت کا تقاضا اور عقلی دلیل

ویسے بھی یہ بات ٹھیک ہے کہ جس آدمی سے محبت ہوتی ہے تو وہ اس کے رشتہ داروں سے بھی ایک طرح کا تعلق رکھتا ہے اس کی اولاد سے بھی محبت ہوگی اس کے بہن بھائیوں سے بھی محبت ہوگی اس کے ماں باپ سے بھی ہوگی وہ اسے بُرے نہیں لگیں گے جب کہ ہوں بھی قابلِ تعریف تو پھر تو وہ ضرور ان سے محبت رکھے گا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں سے اس اعتبار سے محبت کرنی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار ہیں یہ کمالِ ایمانی کی علامت ہے۔ اگر کسی میں یہ بات نہیں ہوئی تو کمالِ ایمانی نہیں پیدا ہوئی اور ظاہر ہے کمالِ ایمانی کا واقعی تقاضا یہی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ہے تو ان کے عزیزوں سے بھی تعلق ہونا چاہیے جب آپ کا احترام ہے تو پھر ان کے عزیزوں کا بھی احترام ہونا چاہیے جبکہ وہ مسلمان ہیں اگر مسلمان نہ ہوں تو پھر ان کا تو نہیں کیا جائے گا لیکن جب مسلمان ہیں تو ان کا احترام تو کیا جائے گا پھر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایھا الناس من آذی عمی فقد آذنی جس نے میرے چچا کو دکھ پہنچایا اس نے مجھے دکھ پہنچایا۔ اب لوگ اگر یہ سمجھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ ان چیزوں میں نہیں پڑتے تھے تو ایسا نہیں ہے بلکہ آپ نے رشتے کو رشتہ کے درجہ میں ضروری سمجھا اور اُس کا ایک حق بتلایا اس حق کی حد بتلائی۔ من آذا عمی فقد اذانی جس نے میرے چچا کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی۔ میں اُنہیں چچا سمجھتا ہوں تو اور کون ہے جو اس نظر سے نہ دیکھے جیسے آپ نے وہاں فرما دیا تھا کہ فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہیں جس چیز سے اس کو غصہ آئے گا مجھے بھی آئے گا تو یہاں فرما دیا کہ جو انھیں تکلیف پہنچا رہا ہے وہ مجھے تکلیف پہنچا رہا ہے اور فرمایا فانما عم

---

[۲] مشکوۃ شریف ج ۲، ص ۵۷۰

الرجل صنو ابیہ کسی آدمی کا چچا جو ہوتا ہے وہ اس کے باپ جیسا ہوتا ہے گویا یوں سمجھ لیجیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتلایا کہ باپ کے بعد چچا کا درجہ ہے اور حضرت عباسؓ میرے لیے باپ کے مثل ہیں۔

یہ جناب رسول اللہ ﷺ سے کوئی ڈھائی سال عمر میں بڑے بھی تھے مگر رسول کریم ﷺ کے ساتھ ان کا تعلق پہلے ہی سے رہا ہے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹے تھے اور کعبۃ اللہ کی تعمیر ہو رہی تھی بنیاد اُٹھائی جا رہی تھی اس وقت ساتھ کا ذکر آتا ہے ایسے ساتھ ہی رہے، ساتھ ہی پلے بڑھے اور یہ تو زندہ رشتہ تھا اس کا تو بڑا اثر ہوتا ہے۔

چچا کی عزت واجب ہے

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ساری اُمت کو بتادیا کہ وہ اپنے باپ کی عزت کریں بلکہ چچا کی بھی عزت کریں اور یہ واجبات میں سے ہے یہ حقوق میں سے ہے یہ رشتہ کا درجہ ہے اور مقام ہے اور حضرت عباسؓ اسی قابل تھے بہت زیادہ خوبیاں تھیں اور سب لوگ احترام کرتے رہے ہیں ساری عمر جب تک وہ حیات رہے ہیں۔ بڑے صاحب تدبیر کسی میں جھگڑا ہو جائے اختلاف ہو جائے تو مصالحت کرا دیتی اس طرح کے کاموں میں ہمیشہ آگے رہے ہیں اور وفات تک مدینہ منورہ ہی میں رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ ان کی بڑی تعظیم کرتے تھے ان کی عمر مبارک کافی ہوئی ہے۔ کیونکہ آپ کی وفات جو ہوئی ہے وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوئی ہے۔

حضرت عباسؓ جب تک زندہ رہے فتنے ظاہر نہیں ہوئے

حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ جب تک یہ زندہ رہے ہیں اس وقت تک فتنے بھی ظاہر نہیں ہوئے۔ خدا کی قدرت ہے ایسی رحمت اور برکت تھی ان کے وجود سے اور جب ان کی وفات ہوگئی تو حضرت عثمانؓ کے خلاف لوگوں نے اُٹھنا شروع کر دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن گیارہ ہجری کے شروع ہوتے ہی دُنیا سے تشریف لے گئے تو اس وقت آپ کی عمر ۶۳ سال تھی یہ (حضرت عباسؓ) کوئی ڈھائی سال بڑے ہیں تو یہ ۶۵ سال سے زیادہ کے ہوگئے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت ۱۴ سال ہوئی تو یہ ۸۳ سال بنے اور پھر ۶ سال اور لگا لیجیے تو حضرت عباسؓ کی عمر مبارک تقریباً ۹۰ سال ہوئی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور توسل

ایک دفعہ قحط ہوا تو پھر حضرت عمرؓ وہاں گئے، وہاں نماز پڑھی اور نماز کے بعد اس طرح دعا شروع کی کہ ہم خداوند کریم تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا کیا کرتے ہیں اور اب تیرے نبی کے چچا جو اُن کے لیے باپ کے مثل تھے ان کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں[۳] اور پھر حضرت عباسؓ سے کہا کہ دعا مانگیے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کچھ دُعا

---

۳ بخاری شریف ج ۱ ص ۱۳۷

کلمات کہے تو بارش ہوئی اللہ تعالیٰ نے بارش دی یہ گویا بہت بڑا درجہ ہے حضرت عمرؓ کی نظر میں کہ وہ سب کے سامنے علی الاعلان دعا میں یہ کہہ رہے ہیں کہ پہلے ہم یہ کہا کرتے تھے اور اب یہ کر رہے ہیں پہلے ہم یہ کیا کرتے تھے اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی توسل یہ کرتے رہے ہوں اور اب ہم ان کے ذریعے توسل کر رہے ہیں آج ان کی زندگی میں کر رہے ہیں اور ان سے کہا کہ دعا مانگیے تو انھوں نے دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بھی کوئی مصیبت آتی ہے وہ انسان کے گناہوں سے اور معصیت کی وجہ سے آتی ہے اور جو معصیت ٹلتی ہے وہ انسان کی توبہ سے ٹلتی ہے تو یہ ہمارے ہاتھ ہیں گناہ گار ہاتھ اور ہماری پیشانیاں تیرے سامنے ہیں جو توبہ کے ساتھ جھکی ہوئی ہیں توبہ کر رہی ہیں ہماری پیشانیاں، جھک رہی ہیں تیرے سامنے تو ہمیں بارش عطا فرما دے[۱] اس طرح کے کلمات ہیں بہت خوبصورت عبارت ہے اس کی، اور نہایت فصیح زبان۔ انھوں نے اس طرح سے دعا مانگی حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ رشتہ کا احترام، رشتہ داروں کا احترام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا طریقہ جو آپ کو پسند تھا شریعت پر رہتے ہوئے یہ بھی ایک نیکی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت میں آپ کا ساتھ نصیب فرمائے۔ (آمین)

شرعی اصول کے مطابق سونے کے زیورات بنانے کا قابلِ اعتماد ادارہ

دلشاد گولڈ سمتھ

ہمارے یہاں سونے کی فینسی اور جدید ڈیزائن کے مطابق چوڑیاں تیار کی جاتی ہیں۔
نیز آرڈر پر عروسی زیورات منفرد اور جدید ڈیزائن میں فیکٹری ریٹ پر بنائے جاتے ہیں

پروپرائٹر:۔ شیخ فیروز الدّین۔ محمّد اعزاز

محمّد گولڈ سنٹر عقب سنگھار سنٹر، فسٹ فلور دھوبی منڈی پرانی انارکلی لاہور فون: 7240181

[۱] بخاری شریف ج ۱ ص ۱۳۷ حاشیہ ۱۳

مولانا ابواحمد صاحب

مدینہ منورہ

میرے والد ماجد

حضرت مفتی محمد عاشق الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

رمضان المبارک کی تیرھویں شب تھی ۔ احقر حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اپنے بچوں کے ساتھ حاضر تھا۔ برسہابرس سے ان کا معمول تھا کہ رمضان المبارک شروع ہونے سے قبل ہی مسجد نبوی کے قریب منتقل ہو جاتے تھے تاکہ نمازوں میں حاضری آسان رہے ۔اس وقت ہم لوگ حضرت والدہ ماجدہ دام ظلہا کے پاس بیٹھے تھے برابر والے کمرے میں حضرت والد صاحب تشریف فرما تھے اچانک اُٹھ کر تشریف لائے اور ہمارے درمیان بیٹھ گئے ۔ چہرہ پر پہلے سے کہیں زیادہ نورانیت اور رونق تھی ۔میری اہلیہ نے کہا: اباجی کا چہرہ کتنا پر رونق اور تروتازہ لگ رہا ہے ۔اس غیر معمولی نورانیت کو والدہ نے بھی محسوس کیا۔ ہمیں کیا معلوم تھا کہ اب یہ چہرہ نظروں سے اوجھل ہو جائے گا جس کو دیکھ کر دنیا کا ہر غم دور ہو جاتا تھا اور ایسا اطمینان وسکون نصیب ہوتا تھا جو بیان سے باہر ہے۔ کچھ دیر تک حسب معمول شفقت بھری باتیں کیں، بچوں کی دلجوئی کی اور مجھ سے سحری کے لیے کچھ کھانے کی چیز منگوائی ۔ آخری ایام میں غذا بہت کم ہوگئی تھی کہ بمشکل پانچ یا سات لقمے کھاتے تھے۔

اس کے بعد احقر اپنے بیوی بچوں کے ساتھ اجازت لے کر آ گیا۔ حضرت والد ماجد اپنے کمرے میں واپس چلے گئے اور حسب معمول ذکر وتلاوت اور علمی کام میں مشغول ہو گئے ۔ سحری میں چند لقمے روٹی کے کھائے اور اس کے بعد نماز فجر کے لیے مسجد نبوی چلے گئے ۔نماز پڑھ کر واپس ہوئے تو ہندو پاک کے علماء ملاقات کے لیے آ گئے ۔ان کو اپنی تصنیفات عنایت فرمائیں اور طباعت کر کے مسلمانوں میں پھیلانے کی تاکید فرمائی ۔ برادر محترم بھائی عبدالرحمٰن کوثر نے عرض کیا کہ اباجی! آج عمرہ کے لیے روانگی ہے، اجازت لینے آیا ہوں ۔ان کا ہاتھ تھام کر فرمایا: "استودعکم اللہ الذی لاتضیع و دائعہ" (میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں جس کے سپرد کی ہوئی امانتیں ضائع نہیں ہوتیں) یہ مسنون دعا ہے جو رخصت کرتے وقت پڑھی جاتی ہے۔ برادر محترم کو کیا پتہ تھا کہ اباجی ہمیں اپنے سے بالکل سے رخصت فرما رہے ہیں؟

برادر محترم کے چلے جانے کے بعد والد صاحب تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہو گئے ۔دس بجے والدہ نے عرض کیا کہ اب تو آرام کر لیں ۔ فرمایا کہ مجھے نیند نہیں آ رہی، تم لوگ سو جاؤ چنانچہ والدہ اور ہمشیرہ سو گئیں ۔ظہر کے وقت

حضرت والدہ صاحبہ نماز کے لیے بیدار ہوئیں تو دیکھا کہ حضرت والد ماجد سورہے ہیں۔ نماز کے لیے اُٹھانے کی آواز دی مگر جواب نہ آیا۔ والدہ ماجدہ نے گمان کیا کہ رات بھر جاگے ہوئے ہیں، نیند گہری ہے، سوچا کہ کچھ دیر بعد اُٹھادوں گی۔ تھوڑی دیر بعد برادر محترم جناب مولانا عبدالرحمٰن کوثر صاحب حاضر ہوئے کہ عمرہ کو روانہ ہونے سے قبل ایک مرتبہ پھر ابا جان کی صحت کا اطمینان کرلوں۔ جاکر آواز دی اور سوچا کہ اگر نماز مؤخر ہوگئی تو ابا جان بہت خفا ہوں گے کہ مجھے صحیح وقت پر کیوں نہ اُٹھایا۔ آواز دینے پر کوئی جواب نہ آیا تو ہاتھوں کو تھام کر دیکھا، ہاتھ بالکل ٹھنڈے تھے، سانس بھی جاری نہ تھا۔ فوراً والدہ ماجدہ کو آواز دی اور پورے گھرانے پر قیامت ٹوٹ پڑی۔

میں اسی وقت مدرسہ سے گھر پہنچا تھا کہ بھتیجے کا فون آیا اور روتے ہوئے ابا جان کے واسطے دعا کرنے کے لیے کہا۔ میں فوراً ابا جان کی طرف دوڑا، جونہی وہاں پہنچا تو ہمشیرہ نے ہچکیاں لیتے ہوئے بتایا کہ ابا جی ہمیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ میں کمرہ میں داخل ہوا، یقین نہ آیا کہ میرے ابا جان رحلت فرما چکے ہیں۔ چہرے پر وہی تر وتازگی اور مسکراہٹ تھی اور علاوہ ازیں چہرۂ مبارک پر ایسا اطمینان تھا جس کو دیکھ کر یوں محسوس ہورہا تھا کہ منزل مقصود پر پہنچ کر چین کی نیند سو گئے ہیں۔ میں نے پیشانی پر بوسہ دیا اور بے اختیار میرے منہ سے نکلا:

"طبت حيا وميتا يا أبي!"

میرے ابا جان کی زندگی بھی صالحین کے لیے قابل رشک تھی اور وفات بھی اہل ایمان کے لیے قابل رشک ثابت ہوئی۔ رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں روزہ کی حالت میں وفات پائی۔ آخری عمل مسجد نبوی میں نماز فجر کی ادائیگی اور تلاوت کلام پاک تھا۔ شاید اُنہیں احساس ہوگیا تھا کہ یہ میرا آخری سال ہے، اسی وجہ سے اس سال تصنیفی مشاغل سے زیادہ قرآن مجید کا ہی اہتمام فرمایا، جہاں بیٹھتے تلاوت شروع کردیتے۔ گھر میں ہوں یا گاڑی میں یا کسی دعوت میں، تلاوت کا سلسلہ منقطع نہ ہوتا تھا۔

۱۳ر رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۸ر نومبر ۲۰۰۱ء کو دار فانی سے رخصت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

رحمه الله رحمة واسعة وأجزل له المثوبة واكرم نزله۔ آمین۔

تجہیز وتکفین :

مغرب سے قبل قانونی کارروائی شروع ہوئی، نماز عشاء کے بعد جنت البقیع میں تدفین کا اجازت نامہ حاصل ہوا اور دوران تراویح حضرت مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی دام مجدہم کی نگرانی میں غسل دیا گیا۔ بعض متعلقین کا مشورہ تھا کہ نماز فجر میں جنازہ کی نماز ادا کی جائے اور اس کے بعد تدفین ہو کیونکہ بہت سے احباب مکہ معظمہ سے اور جدہ سے

(باقی صفحہ ۳۰ پر)

حافظ بشیر حسین صاحب (ایم اے۔اُردُو، اسلامیات)
شعبۂ اُردو، گورنمنٹ کالج شیروان، ایبٹ آباد

سوانحی جھلکیاں

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۹۶ھ/۱۸۷۹ء:

(۱) ۱۹/شوال، ۱۶ اکتوبر (بروز منگل) ولادت باسعادت (۲) والد گرامی: سید حبیب اللہ صاحب
(۳) بمقام: قصبہ ہانگر مئو ضلع اناؤ　　(۴) تاریخی نام: چراغ محمد

۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء:

والدہ ماجدہ سے قاعدہ بغدادی کی ابتداء اور پانچ پارے ناظرہ پڑھنا۔

۱۳۰۳ھ/۱۸۸۵ء:

(۱) ابتدائی تعلیم: پرائمری سکول میں والد صاحب کی نگرانی میں حاصل کرنا۔
(۲) بقیہ قرآن پاک (۲۵ پارے) اردو، فارسی کی کتابیں بھی والد صاحب سے پڑھیں۔

۱۳۰۹ھ/۱۸۹۲ء:

(۱) داخلہ دارالعلوم دیو بند (حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے علماء کے مجمع میں گلستان اور میزان الصرف آپ کو شروع کرائیں)

(۲) پہلے سال میں دستور المبتدی: حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے، صرف میر، زبدہ، نحو میر، پنج گنج: مولانا حکیم محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ سے، میزان و منشعب: مولانا صدیق احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔

۱۳۱۰ھ/۱۸۹۳ء:

دوسرے سال میں درج ذیل کتب پڑھیں:

صغریٰ اکبریٰ: مولانا ذوالفقار علی رحمۃ اللہ علیہ دیو بندی سے، مراح الارواح، مفید الطالبین، زنجانی: حضرت شیخ

الہندؒ سے، کافیہ، ہدایۃ النحو: مولانا مفتی عزیز الرحمنؒ سے، ایساغوجی، صغریٰ، کبریٰ: مولانا صدیق احمدؒ سے سے۔

۱۳۱۱ھ/۱۸۹۴ء:

تیسرے سال میں درج ذیل کتب پڑھیں:

شرح التہذیب، تہذیب، نفحۃ الیمن، مرقات، حضرت شیخ الہندؒ سے اصول الشاشی، منیۃ المصلّی، شرح جامی (بحث فعل): مفتی عزیز الرحمنؒ صاحب سے، شرح جامی (بحث اسم) قدوری، میزانِ منطق: مولانا حافظ محمد احمدؒ صاحب سے

۱۳۱۲ھ/۱۸۹۵ء:

تیسرے سال میں درج ذیل کتب پڑھیں:

قطبی تصورات، قطبی تصدیقات: حضرت شیخ الہندؒ سے تلخیص المفتاح؛ مولانا خلیل احمدؒ سہارنپوری سے خلاصہ الحساب: مولانا منفعت علیؒ سے، کنز الدقائق، اقلیدس، مفتی عزیز الرحمن صاحب سے

۱۳۱۳ھ/۱۸۹۶ء:

پانچویں سال میں درج ذیل کتب پڑھیں:

شرح عقائد نسفی: حضرت شیخ الہندؒ سے، ہدایہ اولین، مختصر معانی، ملاحسنؒ، سلم العلوم: مولانا حکیم محمد حسنؒ صاحب سے، شرح وقایہ: مولانا مفتی عزیز الرحمن سے، نور الانوار، حسامی: مولانا غلام رسولؒ صاحب بغوی (ہزاروی) سے، رشیدیہ میبذی، ہدایہ الحکمۃ: مولانا منفعت علیؒ سے۔

۱۳۱۴ھ/۱۸۹۷ء:

چھٹے سال میں درج ذیل کتب پڑھیں:

مطول: حضرت شیخ الہندؒ سے، میر زاہد رسالہ، میر زاہد جلال: مولانا منفعت علیؒ صاحب سے، مشکوٰۃ شریف، شمائل ترمذی: مولانا غلام رسولؒ صاحب سے، دیوان متنبی، مقامات حریری: مولانا حبیب الرحمن عثمانیؒ سے۔

۱۳۱۵ھ/۱۸۹۸ء:

ساتویں سال میں درج ذیل کتب پڑھیں:

بخاری شریف، ترمذی شریف، ابوداؤد شریف، مؤطا امام مالکؒ مؤطا امام محمدؒ: حضرت شیخ الہندؒ سے، نسائی، حمد اللہ: مولانا عبد العلیؒ صاحب سے، جلالین شریف: مولانا حکیم حسنؒ صاحب سے، قاضی مبارک: مولانا

غلام رسولؒ صاحب۔

۱۳۱۶ھ،۱۸۹۹ء:

(۱) آٹھویں سال میں درج ذیل کتب پڑھیں:

بیضاوی، حاشیہ خیالی، ہدایہ آخرین، نخبۃ الفکر: حضرت مولانا شیخ الہندؒ سے۔ صدرا، سبعہ معلقہ، ابن ماجہ، تصریح، مسلم شریف، توضیح تلویح۔ شمس بازغہ: مولانا عبدالعلیؒ صاحب سے۔ سراجی: مولانا منفعت علیؒ صاحب سے۔

(۲) قطب الارشاد حضرت گنگوہیؒ کے دست مبارک پر بیعت۔

(۳) شادی مبارک

(۴) حجاز مقدس روانگی

(۵) پہلے حج کی سعادت

(۶) مکہ مکرمہ میں حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کی خدمت میں حاضری اور پاسِ انفاس کی مشق۔

۱۳۱۷ھ:

حضرت گنگوہیؒ کی طرف سے بذریعہ خط بلاوا۔

۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء:

ہندوستان واپسی۔ حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں حاضری اور خلافت کا اعزاز۔

۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء:

حجاز مقدس کا دوبارہ سفر۔ مدینہ منورہ میں تعلیمی وتدریسی مشاغل میں انہماک۔

۱۳۲۳ھ،۱۹۰۵ء:

حضرت اقدس قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا سانحۂ ارتحال۔

۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء:

مدینہ منورہ میں اہلیہ محترمہ کا انتقال۔

۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء:

مدینہ منورہ میں سات سال قیام کے بعد ہندوستان واپسی

۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء:

دارالعلوم میں جلسۂ دستار بندی کا اہتمام اور حضرت شیخ الہندؒ کے ہاتھوں دستار بندی کی سعادت۔

۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء:

مدینہ منورہ روانگی اور دوسرے حج کی سعادت۔

۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء:

ہندوستان واپسی۔

۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء:

(۱) مدینہ منورہ روانگی اور تعلیمی مشاغل میں مصروفیت۔

(۲) صاحبزادہ الطاف احمد کی ولادت۔

۱۳۳۳ھ/۱۹۱۵ء:

حضرت شیخ الہندؒ کا سفرِ حجاز۔

۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء:

(۱) حضرت شیخ الہندؒ کی معیت میں تیسرے حج کی سعادت۔

(۲) انکشاف تحریک ریشمی رومال۔

(۳) آپ کے والد اور بھائیوں کی مدینہ منورہ سے گرفتاری اور ایڈریانوپل منتقلی۔

۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء:

(۱) شریف مکہ کی طرف سے آپ کی گرفتاری مع مولانا عزیر گلؒ، مولانا حکیم نصرت حسینؒ، مولانا وحید احمدؒ اور حضرت شیخ الہندؒ اور انگریزوں کے حوالے کرنا۔

(۲) ۱۸ربیع الاول کو جدہ سے مصر روانگی۔

(۳) ۲۳ربیع الثانی کو قاہرہ سے مالٹا روانگی۔

(۴) دورانِ اسارتِ مالٹا حفظِ قرآن مجید کی سعادت۔

(۵) ترکی زبان سیکھنا۔

۱۳۳۶ھ/۱۹۱۸ء:

حکیم نصرت حسینؒ کا مالٹا جیل میں انتقال۔

۱۳۳۷ھ/۱۹۱۹ء:

(۱) دخترِ محترمہ کا دمشق میں انتقال۔

(۲) جمعیۃ علماء ہند کا قیام۔

۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء:

(۱) مالٹا سے رہائی (سوا تین سال کے بعد دیوبند آمد)۔

(۲) تحریکِ خلافت میں حصہ لینا۔

(۳) جامعہ اسلامیہ امروہہ میں بحیثیت صدر مدرس تقرری۔

۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء:

(۱) سیوہارہ میں جمعیۃ علماء ہند کے پہلے سالانہ اجلاس اور (۲) انجمن علماء بنگال کے دوسرے اجلاس میں خطبۂ صدارت (۳) کناڈا میں جمعیۃ علمائے ہند کے اجلاس میں خطبۂ صدارت (۴) دہلی میں جمعیۃ علماء ہند کے اجلاس میں شرکت (۵) خلافت کمیٹی کے ایک جلسہ میں شرکت اور انگریزی فوج میں بھرتی کے خلاف فتوٰی (۶) وارنٹ گرفتاری، مقدمہ میں پیشی، فیصلہ: ۲ سال قید با مشقت سابرمتی جیل میں نظر بندی (۷) اسارت کے دوران مولانا محمد علی جوہر کا آپ سے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنا۔ (۸) ۱۸ ربیع الاول کو حضرت شیخ الہندؒ کا انتقال (۹) مولانا ابوالکلام آزاد کی درخواست پر مدرسہ عالیہ کلکتہ میں صدارت تدریس پر تقرری۔

۱۳۴۲ھ/۱۹۲۲ء:

جامعہ اسلامیہ سلہٹ میں "شیخ الحدیث" کے منصب جلیلہ کا اعزاز۔

۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء:

جمعۃ علماء ہند کے پانچویں اجلاس بمقام کوکناڈا (جنوبی ہند) میں شرکت اور خطبہ صدارت۔

۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء:

نوجوان بھارت سبھا (سہارنپور) کے جلسہ میں شرکت اور گورنمنٹ کے خلاف سخت تقریر۔

۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء:

خلافت کمیٹی کی مجلس منتظمہ میں آپ کا انتخاب۔

۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء:

جمعیۃ علماء ہند کے اجلاس (بمقام مرادآباد) میں شرکت اور خطبۂ صدارت۔

۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء:

دارالعلوم دیوبند کی صدارت تدریس سے علامہ انور شاہ صاحب کا استعفیٰ۔ اس مسند عالیہ کے لیے آپ کا انتخاب اور تقرری (جس پر تادم آخر فائز رہے)

۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء:

لکھنؤ میں آل پارٹیز کانفرنس میں شرکت۔ صوبہ خلافت کمیٹی کے لیے بحیثیت صدر آپ کا انتخاب۔

۱۳۴۸ھ/۱۹۲۹ء:

علماء بنگال کانفرنس بمقام کملاسوا گنج میں شرکت اور خطاب۔

۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء:

مظفرنگر سٹیشن سے آپ کی گرفتاری اور ۱۲ دن بعد رہائی۔

۱۳۵۳ھ/۱۹۳۵ء:

(۱) آپ کے بھتیجے مولانا وحید احمد (جو مالٹا جیل میں آپ کے ساتھ تھے) کا انتقال۔
(۲) مسلم لیگ سے وابستگی، مسلم پارلیمنٹری بورڈ کی تشکیل پھر مسلم لیگ سے علیحدگی۔

۱۳۵۴ھ/۱۹۳۶ء:

عام انتخابات میں کانگریس کے امیدواروں کو کامیاب بنانے کی کوشش۔

۱۳۵۵ھ/۱۹۳۷ء:

(۱) دہلی کے ایک جلسہ عام میں متحدہ قومیت کے موضوع پر آپ کی تقریر۔
(۲) ولایتی مال کے بائیکاٹ کی انتہائی کوشش۔

(۳) آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی پچاس سالہ جوبلی میں ''شعبۂ مدارس اسلامیہ'' کی نمائندگی اور صدارت (بمقام علی گڑھ)

(۴) اہلیہ محترمہ (والدہ مولانا اسعد مدنی) کا انتقال۔

۱۳۵۷ھ/۱۹۳۹ء:

(۱) تحریکِ مدح صحابہ کی حمایت اور قائدانہ حصہ لینا۔

(۲) ہری پورہ کانگریس کے اجلاس میں شرکت۔

(۳) آل صوبہ کانگریس کمیٹی کے لیے نائب صدر منتخب ہونا۔

۱۳۵۸ھ/۱۹۴۰ء:

(۱) جونپور میں جمعیۃ علماء ہند کے بارہویں سالانہ اجلاس میں شرکت اور خطبۂ صدارت۔

(۲) جمعیۃ علماء ہند کی مستقل صدارت کے لیے آپ کا انتخاب۔

(۳) آزاد مسلم کانفرنس کی صدارت اور انگریزوں کے خلاف زبردست تقریر۔

۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء:

آپ کے بڑے بھائی مولانا سید احمد کا انتقال۔

۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء:

(۱) جمعیۃ علماء ہند کے تیرہویں سالانہ اجلاس میں شرکت (بمقام لاہور)

(۲) ۲۴ رجون کو گرفتاری اور مقدمہ۔ ۶ ماہ قید اور ۵۰۰ روپے جرمانہ کی سزا۔

(۳) مرادآباد جیل میں درس قرآن (جو ''مجالس سبعہ'' کے نام سے شائع ہوا)

(۴) آپ کو دارالعلوم دیوبند سے علیحدہ کرنے کی سازش۔

۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء:

قید سے رہائی۔ سہارنپور آمد پھر دیوبند روانگی۔ (۲) نقشِ حیات کی تصنیف۔ (۳) مولانا محمد الیاس کا انتقال اور آپ کا تعزیت کے لیے تشریف لے جانا۔

۱۳۶۴ھ/۱۹۴۵ء:

جمعیۃ علماء ہند کے چودھویں سالانہ اجلاس میں شرکت اور خطبۂ صدارت۔

۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء:

(۱) دورۂ سرحد و پنجاب

(۲) اردو پارک دہلی میں ۵ لاکھ انسانوں کے اجتماع کی صدارت

(۳) رمضان میں سلہٹ میں قیام

(۴) دورانِ سفر (واپسی میں) ناروا سلوک۔

۱۳۶۶ھ/۱۹۴۷ء:

تقسیم ہند اور پاکستان کا معرضِ وجود میں آنا۔

۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء:

جمعیۃ علماء ہند کے پندرھویں سالانہ اجلاس (بمقام بمبئی) میں خطبۂ صدارت

۱۳۶۸ھ/۱۹۴۹ء:

(۱) جمعیۃ علمائے ہند کے اجلاس (بمقام لکھنؤ) کی صدارت اور دارالعلوم دیوبند میں ناظم شعبۂ تعلیمات کی حیثیت سے تقرری

(۲) علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا انتقال۔

۱۳۷۰ھ/۱۹۵۰ء:

جمعیۃ علماء ہند کے سترھویں اجلاس (بمقام حیدر آباد دکن) کی صدارت۔

۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء:

جسم کے داہنی طرف فالج کا حملہ۔ خواب میں حضور ﷺ کا عیادت کرنا اور تسلی دینا پھر جلد ہی آپ کا صحت یاب ہو جانا۔

۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء:

حکومت ہند کی طرف سے آپ کو ''پدم وبھوشن'' کا خطاب اور اس تمغۂ امتیاز کو لینے سے انکار۔

سید سلمان گیلانی

صلی اللہ علیہ وسلم

دل مضطرب ہو جب تو نبی پر درود پڑھ — راحت کا ہے سبب تو نبی پر درود پڑھ
لیتے ہیں بوسہ نام محمدؐ کا خود ہی دیکھ — آپس میں مل کے لب تو نبی پر درود پڑھ
جنت کرے گی تیری طلب میری بات مان — جنت نہ کر طلب تو نبی پر درود پڑھ
روضے پہ حاضری کی تمنا ہے گر تجھے — اے دوست روز و شب تو نبی پر درود پڑھ
اس کے طفیل بارگہ قدس میں قبول — ہوں گی دعائیں سب تو نبی پر درود پڑھ
اللہ نے کتابِ مبیں میں اُنہیں دیے — کیا کیا حسیں لقب ، تو نبی پر درود پڑھ
فرمایا خود نبیؐ نے کہ قبروں میں انبیاءؑ — زندہ ہیں سب کے سب ، تو نبی پر درود پڑھ
سنتے بھی ہیں سلام وہ دیتے بھی ہیں جواب — پر شرط ہے ادب ، تو نبی پر درود پڑھ
ہم جیسی ان کی زیست نہ ہم جیسی ان کی موت — ان کے عجب ہیں ڈھب تو نبی پر درود پڑھ
تجھ کو خبر نہیں کہ ہے واللہ کس قدر — یہ امر مستحب ، تو نبی پر درود پڑھ
کر لی خدا کی حمد، قیام و سجود میں — دو زانو بیٹھ اب تو نبی پر درود پڑھ
کچھ کرکے روز مرہ کے اوقاتِ کار میں — لمحات منتخب ، تو نبی پر درود پڑھ
سب ہیچ اس کے سامنے دنیا کی لذتیں — لذّت یہ عجب ، تو نبی پر درود پڑ
اصحاب و اہل بیتِ نبی پر سلام بھیج — اُن سے جدا ہیں کب ، تو نبی پر درود پڑھ
اے دوست چاہتا ہے تو سلمانؔ کی خوشی — خوش رکھے تجھ کو رب تو نبی پر درود پڑھ

مرزائیوں کے غور وفکر کے لیے

﴿حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ﴾

الحمد للہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہٖ و صحبہٖ اجمعین ومن تبعهم باحسان الی یوم الدین.

امابعد: مرزا غلام احمد قادیان کے معتقدین نے مکروفریب اور جھوٹ و بہتان اختیار کر کے مرزا قادیانی کو مجدد یا مہدی یا مسیح موعود یا ظلی بروزی نبی یا افضل النبیین ماننے اور جاہلوں سے منوانے کے لیے جو نام نہاد دلیلیں فراہم کی ہیں ان کے بارے میں حضرات علماء کرام بہت کچھ لکھ چکے ہیں اور قادیانیوں کی بار بار تردید کر چکے ہیں لیکن چونکہ انہیں سورۃ الاحزاب کی آیت کریمہ **ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** کی تصریح کے خلاف ہی عقیدہ رکھنا ہے اور انہیں یہی محبوب ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ عامۃ المسلمین خاص کر بے علم مسلمانوں کے دلوں سے ایمان کھرچتے رہیں اس لیے اپنے ضلالی والحاد وزندیقیت سے باز نہیں آتے۔ دُشمنانِ اسلام یہود ونصارٰی نے چونکہ انہیں اسی کام پر لگا دیا ہے اور ان سے قادیانیوں کا خاص گٹھ جوڑ ہے اور مسلمانوں ہی کے لیے دشمنوں نے اسی فتنہ کو اُٹھایا ہے ۔اس لیے قادیانی مبلغین آخرت سے غافل ہو کر اپنے دینوی مفاد کے لیے قادیانیت کی تبلیغ کرتے پھرتے ہیں اور ان کی یہ محنت ہندوؤں میں عیسائیوں میں اور یہودیوں میں اور دہریوں میں نہیں ہے۔

بے علم مسلمانوں میں یہ محنت کرتے ہیں (ہمارے نزدیک بے علم لوگوں سے وہ لوگ مراد ہیں جو دور دراز گاؤں میں رہتے ہیں جاہل محض ہیں اور وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے دینوی ڈگریاں حاصل کرلیں ہیں لیکن قرآن وحدیث وعقائد اسلامیہ سے ناواقف ہیں جن پر امت مسلمہ کا اجماع ہے) چونکہ احادیث شریف میں مجددین کے آنے کا اور حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور امام مہدی کی تشریف آوری کا ذکر ہے اس لیے ماضی بعید کی تاریخ میں ایسے لوگوں کا تذکرہ ملتا ہے جنہیں شہرت کی طلب اور حب جاہ کی تڑپ نے مجددیت یا مہدیت یا مسیحیت کے دعوے پر آمادہ کیا اور بعض لوگ ایسے بھی اُٹھے جنہوں نے نبوت کا اعلان کر دیا۔

مجددی کوئی ایسا عہدہ نہیں ہے جس کا دعوٰی کیا جائے یا کسی کے مجدد ہونے پر ایمان لایا جائے حدیث شریف میں یہ وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالی ایسے افراد کو بھجتا رہے گا جو امت محمدیہ مسلمہ میں دین کی تجدید کرتے رہیں گے یعنی دین کو پھیلائیں گے اور جو اسلامی طریقے ہیں لوگوں سے چھوٹ گئے ہوں گے ان کو زندہ کریں گے اس میں یہ بھی ضروری نہیں کہ

۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء:

(۱) جمعیۃ علماء ہند کے سالانہ اجلاس (بمقام کلکتہ) کی صدارت (۲) آخری حج کی سعادت۔

۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء:

(۱) جمعیۃ علماء ہند کے انیسویں اجلاس (بمقام سورت) کی صدارت (۲) آخری رمضان بانس کنڈی میں گزارنا اور رمضان کے بعد مدراس، بنگلور اور میسور کا دورہ۔

۱۳۷۷ھ/۱۹۵۷ء:

آرکونم ضلع شمالی آرکاٹ (مدراس) میں جمعہ کے اجتماع میں آخری تقریر (۲) بخاری شریف کا آخری سبق اور طلباء دورۂ حدیث کو الوداع کہنا (۳) ۱۲ر جمادی الاول ۵ر دسمبر (بروز جمعرات) انتقال پر ملال (۴) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ کاندھلوی کا نمازِ جنازہ پڑھانا اور حضرت شیخ الہندؒ کے مزار کے پہلو میں آپ کی تدفین۔

مآخذ

(۱) چراغ محمد، حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینیؒ صاحب: دار الارشاد اٹک: بار اول دسمبر ۱۹۹۴ء۔

(۲) مولانا رشید احمد گنگوہی اور ان کے خلفاء: ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمن: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔

(۳) ملت اسلام کی محسن شخصیات: مولانا حکیم محمد اسلام انصاری: دار الاشاعت کراچی: ۲۰۰۱ء۔

(۴) تاریخ دار العلوم دیوبند: مولانا قاری محمد طیبؒ صاحب: دار الاشاعت کراچی: اشاعت اول ۱۹۷۲ء

(۵) حکایات و عملیات مدنیؒ: اعجاز احمد سنگھانوی: کتب خانہ انور شاہ کورنگی ٹاؤن کراچی: اشاعت دوم ۱۹۹۱ء۔

(۶) علمائے حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے: مولانا سید محمد میاںؒ صاحب: مکتبہ شیخ الاسلام لغاری روڈ رحیم یار خان

(۷) مولانا حسین احمد مدنیؒ: عبد الصارم صارم الازہری: مکتبہ السفیر قذافی مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

(۸) اکابر علماء دیوبند: حافظ محمد اکبر شاہ بخاری: ادارہ اسلامیات لاہور۔

(۹) ماہنامہ الرشید (مدنی و اقبال نمبر) جلد: ۶ شمارہ: ۱۰، ۱۱: ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۸ء۔

(۱۰) تاریخ دار العلوم دیوبند: سید محبوب رضوی: ماہنامہ الرشید ساہیوال مارچ، اپریل ۱۹۸۰ء۔

ہر زمانہ میں ایک ہی شخص مجدد ہو بہت سے حضرات سے اللہ تعالیٰ مجدد کا کام لیتے ہیں جو ایک ہی زمانہ میں ہوتے ہیں۔

صحیح مسلم ص ۸۷ ج ۱ میں ہے کہ حضرت عیسٰی بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم نازل ہوں گے تو مسلمانوں کا امیر کہے گا صَلِّ لَنَا (ہمیں نماز پڑھا دیجیے) وہ فرمائیں گے لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة الله هذه الأمة (میں نہیں پڑھاتا بے شک تم میں بعض بعض کے امیر ہیں اس امت کو اللہ تعالیٰ نے کرامت سے نوازا ہے) اور سنن ابن ماجہ ص ۲۹۸ میں ہے کہ مسلمانوں کا امام رجل صالح ہوگا وہ صبح کی نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھ چکا ہوگا اچانک حضرت عیسٰی علیہ السلام نازل ہوں گے وہ امام پیچھے ہٹ جائیگا تا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو آگے بڑھائے حضرت عیسٰی علیہ السلام اس کے مونڈھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے کہ تم ہی آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ کیونکہ آپ ہی کی امامت کے لیے نماز قائم کی گئی ہے چنانچہ وہی امام (جو پہلے آگے بڑھ چکے تھے) حاضرین کو نماز پڑھادیں گے، حدیث سے معلوم ہوا کہ مہدی اور عیسٰی دونوں دو شخصیتیں ہوں گی اور دونوں ایک زمانہ میں ہوں گے۔

دفتر ختم نبوت گوجرانوالہ میں کام کرنے والے ایک دوست سے ملاقات ہوئی انہوں نے بتایا کہ دیہاتیوں میں جو لوگ قادیانی ہیں بے پڑھے ہیں کچھ بھی نہیں جانتے ان کو تبلیغ کی جائے اور سمجھایا جائے تو سنن ابن ماجہ کی روایت سنا دیتے ہیں۔ "لا المهدی الا عیسٰی ابن مریم" تعجب کی بات ہے کہ اس سے مرزا قادیانی کا نبی ہونا کیسے ثابت ہو جاتا ہے؟ لیکن قادیانی مبلغ ان کے پاس جاتے ہیں انہیں بتا دیتے ہیں کہ دیکھو ہم اس حدیث کو مانتے ہیں۔ جاہل لوگ نہ کچھ سوال کر سکتے ہیں نہ جواب دے سکتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اس سے مرزا قادیانی کی نبوت ثابت ہوگی۔ (العیاذ باللہ)

چونکہ ملحدین اور زندیق لوگوں کے پاس دین وایمان نہیں ہوتا اس لیے نہ قرآن وحدیث کی تصریحات کو مانتے ہیں نہ عقل کو کام میں لاتے ہیں، فرض کرو حضرت مہدی اور حضرت عیسٰی کی ایک ہی شخصیت ہو تب بھی اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ مرزا قادیانی نبی ہو جائے۔

یہ لوگ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ مہدی علم نہیں ہے صفت کا صیغہ ہے اور عیسٰی علم ہے اور حدیث کا مطلب یہ ہے کی اخیر زمانہ میں کامل صاحب ہدایت حضرت عیسٰی علیہ السلام ہی ہوں گے (کما ذکرہ محشی سنن ابن ماجہ) پھر یہ حدیث شواذ میں سے ہے دوسری احادیث جو حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں ان سے صاف ظاہر ہے کہ مہدی کی شخصیت اور ہے ان کا نام محمد ہوگا اور ان کے والد کا نام وہی ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد کا نام تھا [1] اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی شخصیت اور ہے ان کا نام عیسٰی ہے اور مسیح لقب ہے۔

ان لوگوں کو سنن ابن ماجہ میں صرف یہی حدیث نظر آئی (جبکہ اس سے بھی ان کا مدعا ثابت نہیں ہوتا) اور

---

[1] سنن ابی داود ج ۲ ص ۲۳۲

حدیث کی دوسری کتابوں میں بلکہ سنن ابن ماجہ میں بھی کوئی اور حدیث پر نظر نہ پڑی اور اگر نظر پڑی تو ان کے زندیق مبلغین نے اس کو چھپا دیا اور جاہلوں کو دھوکہ دینے کے لیے یہ روایت یاد کرادی ہم سنن ابن ماجہ ہی کو سامنے رکھ کر حضرت مہدی اور حضرت عیسٰی علیہما السلام کے بارے میں روایات نقل کرتے ہیں۔ دیکھیے سنن ابن ماجہ ص ۳۰۰ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ **المھدی من عن ولد فاطمۃ** (یعنی مہدی حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں سے ہوں گے)۔

مرزا قادیانی کے معتقدین بتائیں کہ وہ خاندانی اعتبار سے مرزا تھا، سادات بنی فاطمہ میں سے نہیں تھا، بتایئے پھر کیسے مہدی ہوگیا؟ سنن ابی داؤد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **المھدی من عترتی من ولد فاطمۃ** اور ابو داؤد میں یہ بھی ہے کہ **المھدی منی اجلی الجبھۃ اقنی الانف یملا الأرض قسطًا وعدلاً کما ملئت ظلما وجورًا و یملک سبع سنن**۔ (مہدی مجھ سے ہوں گے ان کی پیشانی روشن ہوگی ناک بلند ہوگی وہ زمین کو انصاف اور عدل سے بھر دیں گے جیسا کہ وہ ان کی آمد سے پہلے ظلم وستم سے بھری ہوئی ہوگی اور وہ سات سال حکومت کریں گے)۔

اب حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بارے میں معلوم کیجیے سنن ابن ماجہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ **لاتقوم الساعۃ حتی ینزل عیسٰی ابن مریم حکمًا مقسطًا امامًا عدلًا فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ و یفیض المال حتی لا یقبلہ أحد** [1] (قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ عیسٰی ابن مریم نازل ہو جائیں وہ انصاف کے ساتھ فیصلہ دینے والے ہوں گے اور امام عادل ہوں گے اصلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کردیں گے اور جزیہ ختم کردیں گے اور مال کو بہا دیں گے (یعنی خوب زیادہ سخاوت کریں گے) یہاں تک کہ کوئی بھی مال قبول نہیں کرے گا، یعنی مال کی کثرت کی وجہ سے کوئی بھی لینے کو تیار نہیں ہوگا اب قادیان ملحد یہ بتائیں کہ مرزائے قادیان مسیح موعود کیسے بنا! نہ عیسٰی بن مریم تھا۔ نہ وہ کبھی حاکم بنا نہ اس نے صلیب کو توڑا نہ خنزیر کو قتل کیا نہ جزیہ ختم کیا نہ مال کی سخاوت کی وہ تو خود مریدین ومعتقدین سے مال کھینچنے والا تھا۔

مزید سنیے اسی سنن ابن ماجہ میں ہے ص ۲۶۸ حضرت عیسٰی علیہ السلام دروازہ کھولنے کا حکم دیں گے، دروازہ کھولا جائے گا تو دجال سامنے آجائے گا اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے جو تلواریں لیے ہوئے ہوں گے جب دجال حضرت عیسٰی علیہ السلام کو دیکھ لے گا تو ایسے پگھلے گا جیسے پانی میں نمک پگھلتا ہے اور وہاں سے بھاگ کھڑا ہوگا حضرت عیسٰی علیہ السلام اس کا پیچھا کریں گے اسے باب لُد کے قریب مشرقی جانب پکڑ لیں گے اور اس کو قتل کردیں گے اس وقت یہودی شکست کھا جائیں گے اور درختوں، پتھروں اور دیواروں کے پیچھے چھپتے پھریں گے (باب لُد دمشق میں ہے جو شام کا مشہور

---

[1] سنن ابن ماجہ ص ۲۹۹ وھو فی صحیح البخاری ج ۱ ص ۴۹۱

شہر ہے) اب قادیانیت کے پھیلانے والے مسلمانوں کے دلوں سے ایمان کُھرچنے والے بتائیں کہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں دجال کب نکلا جس کے ساتھ ستر ہزار یہودی تھے۔ اور اس کو مرزا نے کب قتل کیا، کیا مرزا کبھی دمشق گیا ہے؟ کیا باب لُد سے گزرا ہے؟ کیا اس کے زمانہ میں وہ دجال نکلا تھا جس کے بارے میں کتب حدیث میں پیشینگوئی ہے؟ کیا دجال سے مرزا ملا تھا؟ باب لُد میں اسے اس نے کب قتل کیا ہے؟ مرزا دمشق تو کیا جاتا وہ تو حرمین شریفین کی زیارت سے بھی محروم رہا۔

قادیانیو! تمہارے پاس جھوٹ کے پلندوں کے سوا کچھ اور بھی ہے تمہیں دوزخ سے بچنے کی ذرا بھی فکر ہے؟ یہ جو کہتے ہی کہ عیسٰی علیہ السلام کی وفات ہوگئی اور مسیح موعود ہمارا مرزا ہے اس کا جھوٹ ہونا سنن ابن ماجہ کی مذکورہ بالا روایت سے ثابت ہو رہا ہے اور ہاں سنن ابن ماجہ میں یہ بھی ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے زمانہ میں یاجوج ماجوج نکلیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ اے عیسٰی میرے بندوں کو لے کر کوہِ طور کی طرف چلے جایئے میں اپنے ایسے بندے نکالنے والا ہوں جن سے معاملہ کرنے کی کسی کو طاقت نہیں (سنن ابن ماجہ صفحہ ۲۹۷) اس کے بعد یاجوج ماجوج نکلیں گے اور زمین پر پھیل جائیں گے۔ ارے قادیانیو! اب بتاؤ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا اہل ایمان کو کوہ طور پر لے جانے کا اور یاجوج ماجوج کے نکلنے کا واقعہ دنیا کی تاریخ میں کب پیش آیا؟ جب وہ دنیا میں تشریف فرما تھے اس وقت تو یاجوج ماجوج نکلے نہیں تھے لامحالہ جب قُرب قیامت میں آسمان سے نازل ہوں گے اس وقت یہ واقعہ پیش آئے گا۔ معلوم ہوا کہ تمہارا یہ کہنا کہ ان کی وفات ہوگئی ہے یہ جھوٹ ہے اور تمہارا یہ کہنا کہ مسیح موعود ہمارا مرزا ہے حدیث بالا سے اس کا جھوٹ ہونا ظاہر ہوگیا۔ کیونکہ تمہارا مرزا کبھی طور پر نہیں گیا۔ اور یاجوج ماجوج کا خروج اب تک نہیں ہوا، اس کی تفصیل سنن ابن ماجہ میں مذکور ہے [1] جو روایات ہم نے نقل کی ہیں حدیث کی دوسری کتابوں میں بھی ہیں لیکن سنن ابن ماجہ کا حوالہ خصوصیت کے ساتھ اس لیے دیا کہ قادیانی جو بحوالہ سنن ابن ماجہ لامہدی الاعیسٰی ابن مریم پیش کرتے ہیں ان پر واضح ہو جائے کہ سنن ابن ماجہ میں حضرت عیسٰی اور حضرت مہدی علیہما السلام کے بارے میں دوسری احادیث بھی موجود ہیں ان کی طرف سے انہوں نے آنکھیں میچ رکھی ہیں۔

قادیانیو! چونکہ تمہارے نزدیک خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم نہیں ہوئی اس لیے آپ کے بعد مرزا قادیانی کو نبی مانتے ہو اور اس کی تبلیغ کرتے ہو اور قرآن کریم نے جو خاتم النبیین بنایا ہے اور آپ نے خود اپنے بارے میں انا خاتم النبیین فرمایا ہے (صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۱) اور اپنے اسماء بتاتے ہوئے **العاقب الذی لیس بعدی نبی** فرمایا ہے (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶۱) اور اپنے بارے میں **لانبی بعدی** [2] فرمایا ہے (کہ میرے بعد کوئی نبی

---

[1] سنن ابن ماجہ ص ۲۹۷ و ص ۲۹۹　　[2] صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۹۱

نہیں ہے ان سب واضح اعلانات کا انکار کرتے ہواس لیے سب مسلمان تمہیں کافر کہتے ہیں اور تم بھی انہیں ختم نبوت کے عقیدہ کی وجہ سے کافر کہتے ہو۔اب تم یہ بتاؤ کہ خاتم النبیین سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تمہارا کیا عقیدہ ہے۔آپ کا تو یہ عقیدہ تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور جبرئیل علیہ السلام کے بارے میں کیا عقیدہ ہے وہ سورۃ الاحزاب کی آیت لے کر نازل ہوئے جس میں سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تصریح ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں (یادرہے کہ قرأت متواترہ میں خاتم النبیین تاء کے زبر کے ساتھ بھی ہے اور تاء کے زیر کے ساتھ بھی۔زیروالی قرأت سے صاف واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں اس میں افضل النبیین والی تمہاری تاویل وتحریف نہیں ملتی)۔

اس کے بعد یہ بتاؤ کہ خاتم النبیین سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ اور تابعین اور محدثین اور ائمہ مجتہدین اور تمام مسلمین چاروں امام اور ان کے مقلدین جو قرآن وحدیث کی تصریحات کے مطابق خاتم النبیین سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوجانے کا عقیدہ رکھتے تھے وہ کافر تھے یا مؤمن۔تمہارے عقیدہ کے مطابق ان سب کا کافر ہونا لازم آتا ہے جب وہ حضرات کافر تھے (العیاذ باللہ) تو ان کی کتابوں سے کیسے استدلال کرتے ہو (سنن ابن ماجہ اور تمام کتب حدیث ان ہی حضرات کی روایت کی ہوئی ہیں) اگر وہ لوگ مسلمان نہیں تھے جیسا کہ موجودہ مسلمانوں کو تم کافر کہتے ہو تو تمہارا اسلام سے اور قرآن وحدیث سے اور قرآن وحدیث کی روایت کرنے والوں سے بلکہ سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تعلق رہا۔ یہ سب حضرات عقیدہ ختم نبوت کے حامل تھے اور تم کہتے ہو کہ ان کا یہ عقیدہ غلط ہے اگر کوئی مرزائی یوں کہے کہ دورِحاضر کے مسلمانوں کو اس لیے کافر کہتے ہو کہ انہوں نے مرزا کی نبوت کا انکار کردیا اور ان کے دعوائے نبوت سے پہلے جو لوگ تھے ان کے سامنے مرزا کا ظہور نہیں ہوا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اصل مسئلہ کا تعلق عقیدۂ ختم نبوت سے ہے کسی شخص کے دعوائے نبوت کرنے یا نہ کرنے سے نہیں ہے۔اگر مرزا نبوت کا دعوٰی نہ کرتا تب بھی عقیدۂ ختم نبوت کے منکر کافر ہی ہوتے۔

قادیانیو!تمہارے عقیدہ کے مطابق تو کوئی بھی حق پر نہ رہا اللہ تعالیٰ نے بھی ختم بنوت کا اعلان غلط کیا (العیاذ باللہ) اور رسول اللہ ﷺ نے بھی **لانبی بعدی** غلط فرمایا (العیاذ باللہ) اور حضرات صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد کے تمام مسلمان جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر الانبیاء اور خاتم الانبیاء مانتے تھے سب کو کافر بنادیا مسلمانوں کی عقائد کی کتابوں میں تو یہی لکھا ہے کہ سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی دیکھو شرح عقائد حنفی میں ہے۔**واوّل الانبیائے آدم واخر ھم محمدعلیہ السلام** صدیوں سے یہ کتاب مسلمان پڑھتے پڑھاتے رہے ہیں اور اسی کے مطابق ان کا عقیدہ رہا ہے۔اور الاشباہ والنظائر میں ہے **اذ لم یعرف ان محمد آخر الا نبیاء فلیس بمسلم لأ**

نہ من الضروریات (جس نے یہ نہ پہنچانا کہ محمد رسول اللہ سب نبیوں میں آخری نبی ہیں تو مسلمان نہیں ہے۔اس لیے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننا ضروریاتِ دین میں سے ہے) قادیانیوں نے تو سب کا صفایا کر دیا کروڑوں مسلمانوں کو کافر بنادیا تمہارے عقیدہ سے تو کوئی مؤمن ہی نہیں۔

ارے قادیانیو! خود رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بھی تمہاری زد سے نہیں بچے کیونکہ آپ کا یہ عقیدہ تھا کہ میں خاتم النبیین ہوں جب تمہارا یہ حال ہے تو کون سے اسلام کی دُہائی دیتے ہو اور بار بار یوں کہتے ہو کہ ہم مسلمان ہیں نبوت کا دعوٰی کرنے سے پہلے خود تمہارا مرزا قادیانی بھی اس بات کا قائل تھا کہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بھی نبی آنے والا نہیں اس نے اپنے رسالہ ایام صلح صفحہ ۱۴۶ میں لکھا ہے کہ:

> ''قرآن شریف میں مسیح ابنِ مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں لیکن ختم نبوت کا بہ کمال تصریح ذکر ہے اور پُرانے یا نئے نبی کی تفریق یہ شرارت ہے۔ نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لا نبی بعدی میں نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالاتِ رکیکہ کی پیروی کر کے نصوصِ صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے کیونکہ جس میں شانِ نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔'' (ایام صلح طبع ۱۸۹۹ء)

اور ۲۳ر اکتوبر ۱۸۹۱ء کو مرزا نے جامع مسجد دہلی میں یوں اعلان کیا:

> ---اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانۂ خدا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔''
>
> (رسالہ مبلغ رسالت ج ۲ ص ۴۴)

تمہارا مرزا قادیانی اسلامی عقیدہ کے اعتبار سے اور خود اپنے اقرار سے نبوت کا دعوٰی کر کے کافر ہو گیا تم لوگ جو اسے نبی کہتے ہو قرآن وحدیث کی رو سے اور خود مرزا کے سابق اعلان کے اعتبار سے کافر ہو گئے جب تمہارے مرزا نے خود کہہ دیا کہ لا نبی بعدی میں نفی عام ہے اس کے بعد کسی بھی طرح کی نبوت کا دعوٰی کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا جھٹلانا ہوا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے سے بھی کسی شخص کا ایمان باقی رہ سکتا ہے؟

مرزا نے جھوٹی نبوت کا سہارا لینے کے لیے جو یہ بات نکالی کہ میں ظلی یا بروزی نبی ہوں اور یہ کہ میری صورت

میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ تشریف لائے ہیں کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء نہیں ہے؟ آپ نے کب فرمایا تھا کہ میں دوبارہ دوسری شکل میں آؤں گا جب آپ نے یہ نہیں فرمایا تو مرزا نے خود آپ کی طرف سے یہ بات کیسے بنا لی کہ میں دوبارہ آپ کی صورت میں آؤں گا، پھر جبکہ خود ہی کہہ دیا کہ: ارشاد نبوی لانبی بعدی میں نفی عام ہے تو کسی بھی طرح کی نبوت کا دعوٰی کرنا جھوٹ ہوا یا نہیں قادیانی غور کرلیں ہم تو یہی کہتے ہیں کہ :لعنة الله على الكاذبين.

قادیانیوں کا سارا دھندہ جھوٹ اور مکر وفریب تو ہے ہی مسلمانوں کو جب دعوت دیتے ہیں تو شروع میں جماعت احمدیہ کے نام سے تعارف کراتے ہیں کچھ اخلاق کی اور خدمت اسلام کی باتیں کرتے ہیں جب آدمی تھوڑا سا متاثر ہوجاتا ہے تو ذرا سے پر نکالتے ہیں مرزا قادیانی کا نام سناتے ہیں پہلے اسے مہدی یا مجدد بتاتے ہیں پھر آہستہ آہستہ فریب کے جال میں پھنساتے پھنساتے مرزا کی نبوت کا اقراری بنا لیتے ہیں جس کسی شخص کو ختم نبوت کا عقیدہ معلوم ہو اور وہ شروع ہی میں یوں کہہ دے کہ تم مسلمان نہیں ہو اپنے ختم نبوت کے عقیدہ کے منکر ہو مرزا قادیانی کی نبوت کے قائل ہو تو بالکل برملا کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو نبی نہیں مانتے ہماری طرف یہ بات غلط منسوب کی جاتی ہے ہم تو مجدد مانتے ہیں حالانکہ جس شخص نے نبوت کا دعوٰی کیا ہو اسے مجدد ماننا بھی کفر ہے مجدد وہ ہے جو خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تجدید کرے یعنی اس کی اتنی خدمت کرے کہ عام طور سے جو شریعت کا احکام چھوڑ دیے گئے ہوں انہیں زندہ کرے اور اُمت میں پھیلائے مرزا قادیانی نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کی کچھ بھی خدمت نہیں کی بلکہ انگریزوں کو خوش کرنے کے لیے جہاد کی منسوخی کا اعلان کردیا، خاتم الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاری کیے گئے حکم جہاد کو منسوخ قرار دے دیا بھلا کسی کو اس حکم کے منسوخ کرنے کی کیا مجال ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مشروع فرمایا ہے اور خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر عمل کیا ہو اور قیامت تک جاری رکھنے کا فیصلہ فرمادیا۔

خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لا تزال طائفة من امتى يقاتلون على الحق ظاهرين على من ناواهم حتى يقاتل اخرهم المسيح الدجال (رواه ابو داؤد) ہمیشہ میری اُمّت میں سے ایک جماعت حق پر قائم رہے گی یہ لوگ اپنے دشمنوں پر غالب رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ مسیح دجال کو قتل کردے گا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا والجهاد ماضٍ مذبعثنى الله الى ان يقاتل اخر هذه الامة الدجال لايبطلهٔ جور جائر ولا عدل عادل ۔(اور جہاد برابر جاری رہے گا جب سے مجھے اللہ نے مبعوث فرمایا یہاں تک یہ اس امت کا آخری گروہ دجال سے قتال کرے گا اور کسی ظالم کا ظلم اور کسی عادل کا عدل اسے باطل نہیں کرے گا (مشکوۃ المصابیح ص ۱۸، از ابوداؤد)

خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو یہ فرمائیں کی جہاد ہمیشہ کے لیے جاری ہے جو دجال کے قتل

کرنے تک جاری رہے گا لیکن مرزا قادیانی دجال کہتا ہے کہ میں جہاد کو منسوخ کرتا ہوں یہ سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کی تجدید ہے یا تنسیخ ہے؟ پھر عجیب بات یہ ہے کہ مرزا نے اپنے بارے میں یوں بھی کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی دوسری صورت میں تشریف لائے ہیں اور یہ پہلی صورت سے زیادہ اکمل ہے اور یوں بھی کہا کہ میں ظلی بروزی نبی ہوں دعوٰی یہ ہے کہ سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی دوسری صورت میں دوبارہ تشریف لائے ہیں اور حال یہ ہے کہ ان کے لائے ہوئے احکام کو منسوخ کیا جارہا ہے سچ ہے ملحد کا کوئی دین نہیں ہوتا اسے یہ بھی یاد نہیں رہتا ہے کہ میں نے پہلے کیا کہا تھا دروغ گورا حافظہ نہ باشد تو مشہور ہے ہی۔

اب قادیانیوں نے یہ طریقہ نکالا ہے کہ ٹیلی فون کی ڈائری اُٹھاتے ہیں اس میں سے ٹیلی فون نمبر لیتے ہیں اور پتہ نوٹ کرتے ہیں پھر اُسے خط لکھتے ہیں یا ٹیلی فون پر بات کرتے ہیں اور اسے باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم تو مظلوم ہیں مسلمان ہیں کلمہ گو ہیں زبردستی ہم پر کفر لاگو کیا جارہا ہے جب پاکستان اسمبلی نے تمہیں کافر قرار دے دیا جس کے ممبران ساری سیاسی پارٹی کے لوگ تھے اور ہر جماعت کے لوگ تھے (علماء تو تھوڑے ہی سے تھے) تو اب یہ رونا اور گانا کہ ہم مظلوم مسلمان ہیں بے علم لوگوں کو دھوکہ دینے کے سوا کیا ہے۔

قادیانیوں ذرا ہوش کی دوا کرو یہ دنیا یہیں دھری رہ جائے گی اپنے بارے میں دوزخ میں جانا کیوں طے کر لیا ہے اور مسلمانوں کے دلوں سے کیوں ایمان کھرچتے ہو، اس جان کو دوزخ سے بچاؤ اور مرزا طاہر اور اس کے خاندان کو مالدار بنانے اور اس کی جماعت باقی رکھنے کے لیے اس کی جماعت میں کیوں شریک ہو؟ خاتم النبیین سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ من شر الناس منزلۃ یوم القیمۃ عبد اذھبت اٰخرتہ بدنیا غیرہ "رواہ ابن ماجہ" یعنی قیامت کے دن بدترین لوگوں میں وہ شخص بھی ہوگا جو اپنی آخرت کو دوسرے کی دنیا کی وجہ سے برباد کرے۔

قادیانی مبلغین سے واضح طور پر ہمارا کہنا ہے اور بطور خیر خواہی ہے کہ دل کی آنکھیں کھولیں اور اپنی موت کے بعد کی زندگی کی فکر کریں عذاب الیم اور عتاب شدید سے اپنی جان بچائیں۔ قرآن کریم کی آیت فلا تغرنکم الحیٰوۃ الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور بار بار پڑھیں اور اس کا مطلب ذہن میں بٹھائیں۔

ضروری تنبیہ:

قادیانیوں کے مکروفریب میں یہ بات بھی ہے کہ حضرات اکابر علماء نے جو ان کی کتابوں کے حوالے دے کر ان کا کفر اور جھوٹ ثابت کیا ہے مسلمانوں کی نظروں سے چھپانے کے لیے یوں کہہ دیتے ہیں کہ تمہارے علماء نے غلط لکھا ہے حضرات کرام نے ان کے پرانے مطبوعہ رسالوں کے صفحات کے حوالے دیے تھے وہ رسالے بار بار چھپ کر صفحات بدل

چکے ہیں سادہ لوح مسلمانوں کو نئے چھپے ہوئے رسالوں کے صفحات دکھادیتے ہیں کہ دیکھو اس میں یہ مضمون کہاں ہے جس کا تمہارے علماء نے حوالہ دیا ہے۔ تمام مسلمانوں سے گزارش ہے کہ ہمارے اکابر نے قادیانیوں کے جن رسائل کے حوالے دیے ہیں وہ رسالے ان سے دو چار دن کے لیے مانگ لیں پھر ان حوالوں کو تلاش کریں جو حضرات اکابر نے دیے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ حوالوں کی عبارتیں مل جائیں گی۔

اور یہ بھی واضح ہے:

کہ قادیانیوں سے ضرور مناظرہ کریں اور مباہلہ بھی کریں تاکہ یہ لوگ مسلمانوں کو یوں کہہ کر دھوکہ نہ دے سکیں کہ دیکھو تمہارے علماء نے ہمارا چیلنج قبول نہ کیا اگرچہ وہ یہ جانتے ہیں کہ ہم ہار جائیں گے لیکن مناظروں کی مجلسوں کو اس لیے غنیمت سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں میں ہمارا کچھ تو چرچہ ہوگا مشہور تو ہوں گے خواہ کفر ہی کے ساتھ سہی۔

ع: بدنام ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

جو شیطان کا حال ہے وہی ان لوگوں کا حال ہے۔ یہ لوگ ہارنے میں بھی اپنا نفع محسوس کرتے ہیں کیونکہ ان کی شہرت کا فائدہ ان لوگوں کو پہنچتا ہے جنہوں نے انہیں کھڑا کیا ہے اور جو انہیں ایسے مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں، یہود و نصاریٰ چاہتے ہیں کہ مسلمان اپنا دین چھوڑ دیں جس میں جہاد ہے اور قادیانیت اختیار کرلیں جو یہود اور نصاریٰ کی اُٹھائی ہوئی جماعت ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اگر ایک مسلمان بھی قادیانی بن گیا تو وہ اور اس کی آنے والی نسلیں ہمارے قابو میں آگئیں ان کو جس طرح چاہیں گے استعمال کریں گے۔ (العیاذ باللہ)

یہ مضمون قادیانیوں کی خیر خواہی کے لیے لکھا گیا ہے۔ **ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وماتوفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب.**

بقیہ : میرے والد ماجد

روانہ ہوئے ہیں، وہ بھی پہنچ جائیں گے لیکن پھر یہ سوچا کہ ابا جان رحمۃ اللہ علیہ خلاف سنت کام کو ہرگز گوارا نہ فرماتے تھے ان کی روح طیبہ بھی اسی سے خوش ہوگی کہ تدفین میں جلدی کی جائے۔ حضرت مفتی عبدالرؤف صاحب نے بھی یہی فرمایا ، چنانچہ جنازہ لے کر وتر سے قبل مسجد نبوی پہنچ گئے اور وتر کے بعد امام حرم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ لاکھوں مسلمانوں نے نماز جنازہ ادا کی۔ حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم بھی عین وقت پر پہنچ گئے تھے، نماز جنازہ اور تدفین میں شریک ہوئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قریب قبر مبارک بنی۔ ایک صاحب نے بڑی عجیب بات فرمائی کہ بقیع میں جتنے لوگ مدفون ہیں ان میں سب سے افضل حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہی ہیں کیونکہ تمام اہل سنت کے نزدیک شیخین کے بعد انہی کا درجہ ہے۔ (جاری ہے)

وفیات

دارالعلوم کبیر والا کے مہتمم حضرت مولانا محمد انور صاحب مدظلہم کی والدہ ماجدہ ۳۱ر جنوری کو بعد فجر انتقال فرماگئیں انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحومہ عابدہ زاہدہ اور نیک دل خاتون تھیں ان کی وفات مولانا اور دیگر اولاد کے لیے نا قابلِ تلافی صدمہ ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو، کارکنان ادارہ اس موقع پر مولانا کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

☆

کراچی میں محترم الحاج محمد یٰسین صاحب مرحوم کے صاحبزادے جناب حافظ صالحین صاحب ماہ رمضان المبارک میں مختصر علالت کے بعد انتقال فرماگئے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحوم جامعہ مدنیہ جدید سے دلی تعلق رکھتے تھے اور بہت نیک خوانسان تھے ۔ ادارہ مرحوم کے پسماندگان کے صدمہ میں برابر کا شریک ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کی مغفرت فرما کر جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے دعاء مغفرت اور ایصال ثواب کرایا گیا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

یہ اسی لائق ہے

اپنوں سے غداری کی سزا

واشنگٹن (ریڈیو مانیٹرنگ ر رائٹرز) امریکی صدر جارج بش نے افغانستان کی عبوری حکومت کے سربراہ حامد کرزئی کی وائٹ ہاؤس آمد کے موقع پر ان کے استقبال کے لیے بچھایا جانے والا سرخ قالین (ریڈ کارپٹ) اُٹھوا دیا ۔ حامد کرزئی ۱۹۶۳ء کے بعد پہلے افغان حکمران ہیں جو امریکہ کے دورے پر گئے ہیں۔ (روزنامہ نوائے وقت ۲۹ر جنوری ۲۰۰۲ء)

حج اور عمرہ کے چند اہم مسائل کے جوابات

﴿حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب﴾

سوال (۱) حج و عمرہ پر گئے ہوئے بعض لوگ مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران کسی بھی غرض سے جدہ چلے جاتے ہیں اور وہاں سے بغیر احرام باندھے مکہ مکرمہ واپس آجاتے ہیں۔ کیا ان کا ایسا کرنا جائز ہے۔ کیا ان کے لیے احرام باندھنا ضروری نہیں؟

سوال (۲) حرمین شریفین میں نمازِ جنازہ ادا کی جاتی ہے۔ عورتیں جو اس وقت مسجد میں ہوتی ہیں وہ بھی نمازِ جنازہ میں شریک ہو جاتی ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟

سوال (۳) عمرہ اور حج کے لیے گئی ہوئی عورتوں کا مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نماز کے لیے جانا کیسا ہے؟

سوال (۴) مسجد حرام اور مسجد نبوی میں رمضان المبارک میں وتر کی نماز جو با جماعت ہوتی ہے وہ دو سلام کے ساتھ ہوتی ہے۔ ہم لوگ جو حنفی ہیں ہمارے نزدیک وتر میں صرف ایک سلام ہے۔ کیا ہم وتر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھیں یا علیحدہ پڑھیں۔

الجواب باسم ملهم الصواب حامدا و مصليا

(۱) جو لوگ میقات کے رہنے والے ہیں یا جو حل (یعنی میقات اور حرام کے درمیانی علاقہ) میں رہتے ہیں اور جدہ بھی حل میں داخل ہے یا مکہ مکرمہ سے کسی غرض سے حل میں آئے ہوں اگر وہ فوراً حج یا عمرہ کے ارادہ سے مکہ مکرمہ نہ جائیں تو ان کے لیے احرام باندھنا ضروری نہیں۔

(۲) عورتوں کا نمازِ جنازہ پڑھنا درست ہے لہٰذا ان کا مسجد حرام وغیرہ میں بھی درست ہے۔

(۳) مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی جو زائد فضیلت ہے عورتوں کو اپنی جگہ پر نماز پڑھنے میں انشاء اللہ وہی فضیلت حاصل ہوگی لہٰذا خاص نماز کی نیت سے نہ نکلیں۔ البتہ طواف کے لیے نکلیں یا سلام کے لیے نکلیں تو اس وقت مسجد میں عورتوں کے حصہ میں بیٹھ کر ذکر و تلاوت میں مشغول رہیں اور اس دوران جو فرض نماز آئے وہ جماعت سے پڑھ لیں تو گنجائش ہے۔

(۴) امام کے ساتھ پڑھ لیں۔ بہتر ہے کہ بعد میں تنہا اپنے طریقے سے یعنی ایک سلام کے ساتھ اس کا اعادہ کرلیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

توجہ فرمائیں...... فہم دین کورس

آپ کا تعلق کسی بھی شعبہ سے ہو دین کے صحیح علم و فہم سے آپ بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر **جامعہ مدنیہ لاہور کے ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب** نے اردو زبان میں جامع دینی نصاب تیار کیا ہے جو اسلام کے عقائد، اصول اور جدید سے جدید مسائل اور تفسیر و حدیث پر مشتمل ہے۔ فرقہ واریت سے پاک اس نصاب کو سنجیدہ اور علمی انداز میں ترتیب دیا گیا ہے۔ اسلام سے تعلق رکھنے والوں اور دین کے دردمندوں کے لئے یہ نصاب الحمدللہ بہت ہی مفید ہے جو بہت ہی مختصر وقت میں پڑھا جا سکتا ہے۔ یہ معیاری نصاب فہم دین کورس کے نام سے دو درجوں پر مشتمل ہے:

درجہ عام (O` Level)

یہ تین مندرجہ ذیل کتابوں پر مشتمل ہے جو بازار میں دستیاب ہیں:

1- اسلامی عقائد
2- اصول دین
3- مسائل بہشتی زیور

(جدید ترتیب اور جدید مسائل کے ساتھ 2 جلدوں میں مکمل)

صرف ایک گھنٹہ روز پڑھائی ہو تو درجہ عام کی کتابوں کی تعلیم چھ سات ماہ میں مکمل کی جا سکتی ہے۔ اس درجہ تک کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

درجہ اعلیٰ (A` Level)

یہ مندرجہ ذیل دو کتابوں پر مشتمل ہے۔

1- تفسیر فہم قرآن

آیات کے درمیان ربط، لفظی ترجمہ، رواں مختصر تفسیر اور ضروری فوائد پر مشتمل یہ تفسیر بہت ہی آسان زبان میں پیش کی گئی ہے۔ اس کا اصل ماخذ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی مشہور تفسیر بیان القرآن ہے۔ اس کی پہلی جلد جو سوا پانچ پاروں پر مشتمل ہے چھپ کر بازار میں دستیاب ہے۔ باقی حصے زیر ترتیب و طبع ہیں۔

2- فہم حدیث:

تمام مضامین پر مشتمل احادیث کا مجموعہ جو اگرچہ آسان زبان میں پیش کیا گیا ہے۔ لیکن اس میں آپ بہت سے حقائق کی وضاحت اور بہت سے اشکالات کا جواب بھی پائیں گے۔

اس کا پہلا حصہ زیر طبع ہے۔ انشاءاللہ جلد ہی دستیاب ہو گا۔

بہتر ہو گا کہ ان کتابوں کو کسی اچھے عالم دین سے پڑھا جائے۔ کلاس کی صورت ہو تو زیادہ مفید ہو گا۔ طالب علموں کے پاس اپنی کتابیں ہوں تاکہ صحیح تعلیم کی صورت ہو اور پڑھے ہوئے سبق کو بآسانی دوبارہ دیکھا جا سکے۔

پڑھنے پڑھانے والے حضرات اردو زبان میں اس کورس کے ہونے کو نعمت سمجھیں۔

مردانہ و زنانہ دینی و دنیوی تعلیمی ادارے بھی اس کورس کو ضرور دیکھیں اور اس کی افادیت سے اپنے آپ کو محروم نہ رکھیں۔

نوٹ: مصنف کی کسی بھی کتاب سے اس کا کسی قسم کا مالی مفاد وابستہ نہیں ہے۔

ادارہ تعلیمات دینیہ جامعہ مدنیہ جدید۔ محمد آباد۔ رائے ونڈ روڈ۔ لاہور

قسط : ۱۱

فہمِ حدیث

ایمان، اسلام اور احسان

﴿حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالواحد صاحب﴾

اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا بیان

(۱) عن العباس بن عبدالمطلب زعم انہ کان جالسًافی البطحاءِ فی عصابۃ ورسول اللہ ﷺ جالس فیھم ----قال ھل تدرون ما بین السماءِ والارض قالو ا لا ندری قال ان بعد ما بینھما اما واحدۃ و اما اثنتان او ثلاث و سبعون سنۃ والسماءُ التی فوقھا کذٰلک حتّٰی عدّسبع سمٰوا تٍ ثم فوق السماءِ السّابعۃ بحر بین اعلاہُ واسفلہٖ کمابین سماءٍ الی سماءٍ ثمّ علی ظھورھنّ العرشُ بین اسفلہٖ واعلاہُ مابین سماءٍ الی سماءٍ ثمّ اللہ فوق ذٰلک. (ترمذی و ابوداوٗد)

حضرت عباسؓ بن عبدالمطلبؓ کہتے ہیں کہ وہ ایک جماعت کے ساتھ بطحاء میں بیٹھے ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان میں تشریف فرما تھے۔آپ نے پوچھا تم جانتے ہو آسمان اور زمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ لوگوں نے کہا ہم نہیں جانتے۔آپ نے فرمایا ان کے مابین اکہتر یا بہتر یا تہتر سال کی مسافت ہے اور آسمان دنیا اور اس سے اوپر آسمان کے مابین بھی اتنی ہی مسافت ہے یہاں تک کہ آپ نے ساتوں آسمان گنائے پھر ساتویں آسمان کے اوپر (پانی جیسی چیز کا جس کی اصل حقیقت سے صرف اللہ تعالیٰ ہی واقف ہیں) ایک سمندر ہے جس کی اوپری سطح اور تہہ کے درمیان کا اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان کے درمیان فاصلہ ہے پھر اس سمندر کے اوپر آٹھ (فرشتے ہیں جو) پہاڑی بکرے (کی شکل کے) ہیں (اور اتنے بڑے بڑے ہیں کہ) ان کے کولہے اور پیروں کے درمیان کا فاصلہ اتنا ہی ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان کے درمیان کا فاصلہ ہے ان کی پشت پر عرش ہے جس کی چوڑائی اتنی ہے جتنی ایک آسمان

سے دوسرے آسمان کے درمیان کا فاصلہ ہے اور پھر اس کے اوپر اللہ تعالیٰ (کی عظیم الشان تجلی ہے اور اس کی قدرت کاظہور) ہے۔

(۲) عن جبیر بن مطعم قال اتی رسول اللہ ﷺ اعرابی فقال جھدت الا نفس وجاع العیال ونھکت الاموال وھلکت الانعام فاستسق اللہ لنا فانا نستشفع بک علی اللہ و نستشفع باللہ علیک فقال النبی ﷺ سبحان اللہ سبحان اللہ فما زال یسبّح حتّٰی عرف ذٰلک فی وجوہ اصحابہٖ ثمّ قال و یحک انہٗ لا یستشفعُ باللہ علی احدٍ شان اللہ اعظم من ذٰلک ویحک اتدری ما اللہ ان عرشہٗ علی سماواتہ لھٰکذا و قال باصابعہٖ مثل القبّۃ علیہ و انہٗ لَیئطّ بہ اطیط الرّحل بالرّاکب.(ابو داوٗد)

حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک دیہاتی نے آکر کہا کہ لوگ مشقت میں پڑ گئے ہیں۔ بچے بھوک سے بلبلا رہے ہیں اور جانور ہلاک ہو گئے ہیں آپ ہمارے لیے اللہ سے بارش کی دعا مانگیں ہم اللہ تعالیٰ کے پاس آپ کو سفارشی اور شفیع بنانا چاہتے ہیں اور آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کو شفیع اور سفارشی بنانا چاہتے ہیں آپ (یہ بات سن کر ہیبت زدہ ہو گئے اور اسی حالت میں آپ) نے فرمایا سبحان اللہ یعنی اللہ تعالیٰ اس نقص سے پاک ہیں اللہ تعالیٰ اس نقص سے پاک ہیں اور آپ اتنی دیر تک یہی دہراتے رہے کہ صحابہ کے چہروں پر اس کا اثر محسوس ہونے لگا پھر فرمایا نادان اللہ تعالیٰ کسی سے سفارش نہیں کرتا اس کی شان اس سے بلند وبرتر ہے نادان کیا تو جانتا ہے اللہ کیا ہے؟ اس کا عرش اس کے آسمانوں پر اس طرح ہے اور انگلیوں سے گنبد کی طرح بنایا (اور عرش باوجودیکہ اتنا بڑا ہے مگر پھر بھی اس شہنشاہ کی عظمت کو نہیں سنبھال سکتا اور) اس کی وجہ سے وہ چرچراتا ہے جس طرح اونٹ کی کاٹھی سوار کے بوجھ سے چرچراتی ہے۔

(۳) عن ابن عبّاس قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ خلق اسرافیل منذیوم خلقہ صافا قدمیہ لا یرفع بصرہٗ بینہٗ وبین الرّب تبارک و تعالٰی سبعون نورًا ما منھا من یدنو منہ اِلّا احترق . (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب سے (قیامت کے دن صور میں پھونکنے والے فرشتہ) اسرافیل کو پیدا کیا ہے وہ دونوں

پاؤں برابر کیے کھڑے ہیں نظر اوپر نہیں اٹھاتے ان کے اور پروردگار کے درمیان نور کے ستر پردے ہیں۔ ہر پردہ ایسا ہے کہ اس کے قریب بھی جائیں تو جل جائیں۔

(۴) عن ابی موسٰی قال قام فینا رسول اللہ ﷺ بخمس کلماتٍ و قال اِن اللہ لاینام ولا ینبغی لہٗ ان ینام یخفض القسط و یر فعہٗ یرفع الیہ عمل اللیل قبل عمل النہار وعمل النہار قبل عمل اللیل حجابہ النور لو کشفہٗ لا حرقت سبحاتُ وجہہٖ ما انتہٰی الیہ بصرہٗ من خلقہٖ (مسلم)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمارے درمیان کھڑے ہو کر پانچ باتیں بیان فرمائیں۔ بلاشبہ اللہ عزوجل سوتا نہیں ہے اور نہ یہ اس کے شایانِ شان ہے میزانِ عدل (جو دنیا میں مخلوق کی روزی اور آخرت میں ان کے اعمال کی مقدار کے لیے مقرر کی گئی) کو جھکاتا ہے اور بلند کرتا ہے (کیونکہ اعمال و رزق کی کثرت و قلت اسی کے قبضہ قدرت میں ہے کسی کے اچھے عمل زیادہ ہوں گے اور کسی کے کم۔ کسی کو روزی فراخ ملتی ہے اور کسی کو تنگ) اللہ تعالیٰ (نے انسان کو عبث نہیں پیدا کیا اور نہ ہی اس کے اعمال کو مہمل چھوڑا ہے بلکہ ان کے ریکارڈ کے محفوظ رکھنے پر فرشتوں کو مقرر کیا ہے دن کے وقت الگ اور رات کے وقت الگ۔ عصر اور فجر کی نمازوں میں ان کی ڈیوٹی بدلتی ہے۔ اس طرح سے اس) کی طرف دن کے عمل سے پہلے رات کے عمل اُٹھائے جاتے ہیں اور رات کے عمل سے پہلے دن کے عمل اُٹھائے جاتے ہیں (اس کے اور مخلوق کے درمیان) خود اس (کی عظمت و جلال کا) نور ہی اس کا حجاب (بنتا) ہے (جیسے خود آفتاب کی انتہائی تیز روشن کرنیں اس کے دیدار کے لیے حجاب بن جاتی ہیں) اگر وہ حجاب اُٹھا دے تو اس کی ذات کے انوار جہاں تک اس کی نظر جائے سب کو جلا ڈالیں۔

سب کائنات اللہ کے حکم کے تابع ہے

(۵) عن ابی ذرٍ قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد عند غروب الشمس فقال یا ابا ذرٍ اتدری این تذھب الشمس قلت اللہ ورسولہٗ اعلم قال تذھب تسجد تحت العرش فتستاذن فیوذن لھا ویو شکُ ان تسجد فلا یقبل منھا و تستاذن فلا یوذن لھا فیقال لھا ارجعی من حیث جئت فتطلع من

مغربها فذلک قولهٗ تعالیٰ و الشمس تجری لمستقرٍ لّها ذٰلک تقدیر العزیز العلیم. (بخاری ومسلم)

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں میں غروب آفتاب کے وقت نبی ﷺ کے ساتھ مسجد میں تھا آپ نے پوچھا اے ابوذر کیا تم جانتے ہو کہ سورج کہاں جاتا ہے۔ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جاتا ہے (یعنی اس کی روح باقی رہتی ہے اگرچہ اس کا جسد اپنے مدار میں باقی رہتا ہے اور اس کے ساتھ اس کا تعلق قائم رہتا ہے) اور عرش الٰہی کے نیچے سجدہ کرتا ہے اور (اپنے مدار میں آگے بڑھنے کی) اجازت مانگتا ہے۔ اس کو اجازت دی جاتی ہے۔ اور (وہ زمانہ) قریب ہے کہ وہ سجدہ کرے لیکن (اجازت کی خاطر) وہ اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ اجازت مانگے گا لیکن اس کو اجازت نہ دی جائے گی اور اس سے کہا جائے گا جہاں سے تو آیا ہے وہیں لوٹ جا تو وہ اپنے غروب ہونے کی جگہ سے طلوع ہوگا۔ اور (سورج کے اللہ کے حکم کے تابع ہونے کا ذکر) آیت میں ہے **والشمس تجری لمستقرلها ذٰلک تقدیر العزیز العلیم** (اور سورج چلتا ہے اپنے ٹھہرے ہوئے رستہ پر۔ یہ اندازہ کیا ہوا ہے زبردست باخبر کا) اور (مغرب سے طلوع ہونے کے بارے میں) ایک روایت میں ہے آپ نے پوچھا جانتے ہو ایسا کب ہوگا؟ (پھر خود ہی ارشاد فرمایا) یہ اس وقت ہوگا جب کسی ایسے نفس کو اس کا ایمان لانا نفع نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لا چکا ہو۔

(۶) عن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال یقبض الارض یوم القیامة و یطوی السماء بیمینه ثم یقول انا الملک این ملوک الارض (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے ایک ہاتھ میں زمین کو لے گا اور آسمانوں کو لپیٹ کر فرمائے گا میں ہی بادشاہ ہوں اور زمین کے بادشاہ کہاں ہیں۔

(۷) عن ابی ذرٍؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انی اری مالا ترون واسمع مالا تسمعون اطت السماء وحق لها ان تئط مافیها موضع اربع اصابع الاعلیه ملک ساجد لو علمتم ما اعلم لضحکتم قلیلا ولبکیتم کثیرا ولا تلذّذتم بالنساء علی الفرشات ولخرجتم علی اعلی الصّعدات

تجارون الی اللہ تعالی قال ابوذر واللہ لوددت انی شجرۃ تعضد ۔ (احمد)

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں وہ چیزیں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ باتیں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے آسمان چر چر آواز کررہا ہے اور اس کو ایسا ہی کرنا چاہیے کیونکہ اس میں چار انگشت کے برابر بھی کوئی جگہ خالی نہیں ہے جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ سجدہ میں نہ پڑا ہو۔ اگر تم (اللہ تعالی کی قدرت اور قہر و جبر کی) وہ باتیں جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم بہت رویا کرتے اور بہت کم ہنستے اور اپنے بستروں پر اپنی بیویوں سے لطف اندوز نہ ہوتے اور خدا کی طرف شور مچاتے ہوئے جنگلوں میں نکل جاتے ۔ ابوذرؓ کہتے ہیں اے کاش میں ایک درخت ہوتا (جو جڑ سے) کاٹ دیا جاتا (کہ حساب کا خطرہ نہ رہتا)۔ (جاری ہے)

عُمدہ اور فینسی جِلد سازی کا عظیم مرکز

نفیس بُک بائنڈرز

NBB

ہمارے یہاں ڈائی دار اور لیمینیشن والی جِلد بنانے کا کام انتہائی معیاری طور پر کیا جاتا ہے

نیز قرآن مجید کی اعلیٰ قِسم کی بکس والی جِلد بھی خوبصورت انداز میں بنائی جاتی ہے

مُناسب نرخ پر معیاری جِلد سازی کے لئے رجوع فرمائیں

۱۶۔ٹیپ روڈ نزد گھوڑا ہسپتال لاہور ○ فون 7322408

آئینہ جو دکھایا تو برا مان گئے

﴿ پروفیسر میاں محمد افضل صاحب ﴾

نحمدهٗ و نصلی علی رسولہٖ الکریم

قارئین کرام! آج کل غیر مقلدین سے جب نواب وحید الزمان کی کتب فقہ وعقائد نزل الابرار من فقه النبی المختار. کنز الحقائق من فقه خیر الخلائق اور هدیۃ المهدی کے مسائل وعقائد کے بارہ میں دریافت کیا جاتا ہے کہ اپنے اصول کے مطابق ان مسائل کو قرآن وحدیث کی صریح غیر متعارض نصوص سے ثابت کرو تو وہ جواب میں کج بحثی پر اُتر آتے ہیں اور اپنی عادت کے مطابق فقہ حنفی کے غیر مفتٰی بہ مسائل کو قطع و برید کے بعد پیش کر دیتے ہیں کہ ہماری فقہ جیسے مسائل تو فقہ حنفی میں بھی ہیں۔ حالانکہ اُنہیں اپنی فقہ کے مسائل کو قرآن وحدیث کی صریح غیر معارض نصوص سے ثابت کرنا چاہیے کیونکہ وہ قرآن وحدیث کو حجت مانتے ہیں۔ جبکہ ہمارے نزدیک اجماع اور قیاس بھی حجج شرعیہ میں شامل ہیں۔ کچھ لوگ تو نواب وحید الزمان کو اپنے فرقہ سے ہی نکال دیتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو حنفی تھے یا اُنہوں نے مذکورہ بالا کتب حنفی ہوتے ہوئے تحریر کی تھیں اِس لیے ہمارا اِن مسائل سے کوئی تعلق نہیں۔

پچھلے دنوں ایک دوست نے ایک پمفلٹ ''چور نالے چتر'' نامی کسی غیر مقلد کا لکھا ہوا مجھے دیا جس میں نواب وحید الزمان کو حنفی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ نواب صاحب نے شرح وقایہ کا ترجمہ بنام ''نور الھدایہ'' کیا ہے اور اُس پر اپنا نام اِس طرح لکھا ہے ''یہ بندہ عاصی پُر معاصی فقیر---محمد وحید الزمان ولد مولوی مسیح الزمان لکھنوی فاروقی حنفی مولف اِس کا'' حالانکہ کسی کتاب کا ترجمہ کرنے سے مترجم کتاب کے مسلک کے تابع نہیں ہو جاتا۔ بہت سے مستشرقین نے قرآن پاک اور احادیث وتفاسیر کے تراجم کیے ہیں لیکن ترجمہ کی وجہ سے اُنہیں مسلمان نہیں کہا جاتا۔ اسی طرح شرح وقایہ کا ترجمہ کرنے سے نواب صاحب حنفی نہیں ہو گئے نیز نور الهدایہ پر لفظ حنفی نواب صاحب کے والد ماجد کی صفت ہے نواب صاحب کی نہیں مذکورہ پمفلٹ کے مولف نے یہاں دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ اور اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ شرح وقایہ کا ترجمہ کرتے وقت وہ حنفی تھے تو یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ آخر عمر تک حنفی ہی رہے۔ جبکہ اُنہوں نے اپنی مذکورہ بالا کتابیں عمر کے آخری حصہ میں تحریر کی تھیں۔

نواب صاحب کا انتقال ۱۳۳۸ھ میں ہوا اُنہوں نے ان کتابوں کے تحریر کرتے وقت اپنے بڑھاپے اور کبرسنی کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ''نزل الابرار'' کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''میں نے ایک بہت بڑی کتاب جس کا نام هدیۃ المهدی من الفقه المحمدی تھا لکھی تھی۔ اس میں تمام مسائل یا دلائل تحریر کیے تھے چونکہ وہ کتاب بہت طویل تھی اس

لیے کچھ احباب نے مشورہ دیا کہ اس کتاب کو صرف مسائل تک محدود کر دوں دلائل کو ترک کر دوں تا کہ وہ اہل انصاف کی فقہ کا ایک مضبوط متن بن جائے اور شوافع واحناف کے فقہی متون کی نظیر بن جائے''۔

آگے لکھتے ہیں ''فاستخرت اللہ تعالی و شرعت فیہ مع استیلاء الکبرو توافر لھوم والبلابل ''(پس میں نے اللہ تعالی سے استخارہ کیا اور کتاب لکھنے کا آغاز کر دیا بڑھاپے کے غلبہ پالینے اور غموں اور مصیبتوں کی کثرت کے باوجود) تو معلوم ہوا کہ ''نزل الابرار'' نامی کتاب نواب صاحب نے آخر عمر میں تحریر کی تھی۔ میرے پاس اس کتاب کا جو ایڈیشن ہے وہ ۱۳۲۸ھ میں بنارس سے شائع ہوا تھا۔ گویا نواب صاحب کی وفات سے صرف دس سال قبل یہ کتاب شائع ہوئی اس وقت نواب صاحب زندہ تھے اُنہوں نے نہ اس کتاب سے رجوع کیا اور نہ ہی اشاعت بند کی۔

نواب صاحب کی دوسری کتاب ''کنز الحقائق '' ہے اس کے مقدمہ میں نواب صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے ایک کتاب ''نزل الابرار من فقہ النبی المختار ''تحریر کی تھی۔ یہ کتاب بھی کچھ طویل تھی اور لوگ مطولات کی طرف کم راغب ہوتے ہیں اس لیے میں نے اس کتاب کا اختصار شروع کیا بعد ان وھن العظم واشتعل الرأس شیبًا (جب میری ہڈیاں کمزور ہو چکی تھیں اور سر کے بال سفید ہو گئے تھے) یہ کتاب بھی نواب صاحب کی زندگی ہی میں ۱۳۳۲ھ میں شائع ہوگئی تھی۔ نواب صاحب نے نہ اس سے رجوع کیا اور نہ ہی اس کی اشاعت پر پابندی لگائی۔

اِس مضمون کا واحد مقصد اپنے اہل سنت والجماعت احناف دوستوں کی تسلی وتشفی کرانا ہے۔ غیر مقلدین کی تسلی و تشفی مقصود نہیں۔ کیونکہ اُن کی تسلی وتشفی کسی شریف آدمی کے بس کی بات نہیں ہے۔ کیونکہ جب ایک جاہل ترین آدمی کو اجتہاد کے منصب پر فائز کر دیا جائے تو وہ کسی کی بات نہیں مانتا تو غیر مقلد علماء کا کیا کہنا۔ اس لیے صرف اپنے لوگوں کو اس بات کا یقین دلانا ہے کہ نواب وحید الزمان صاحب غیر مقلد (اہل حدیث) تھے اور اُنہوں نے فقہ کی مذکورہ بالا کتب فقہائے احناف کے ساتھ بغض وعداوت کے باعث تحریر کی ہیں۔ اُنہوں نے ''نزل الابرار'' فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''دُرِّ مختار'' کے مقابلہ میں لکھی۔ حالانکہ درمختار مسجد نبوی میں روضۂ اطہر کے سامنے بیٹھ کر لکھی گئی تھی۔ نواب صاحب نے اپنی دوسری کتاب ''کنز الحقائق'' فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''کنز الدقائق'' کے مقابلہ میں تحریر کی تھی۔ اگر وہ حنفی ہوتے تو اُنہیں دُرِّ مختار اور کنز الدقائق کے مقابلہ میں کتابیں لکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ اُن کی یہ کتابیں اِس بات پر شاہد عدل ہیں کہ وہ اپنی آخری عمر میں حنفی نہیں تھے اور اپنی مذکورہ بالا کتابیں اُنہوں نے غیر مقلد (اہلِ حدیث) ہونے کی حالت میں تحریر کی ہیں۔ اس مقصد کو مبرھن کرنے کے لیے نواب صاحب کی مذکورہ صدر کتابوں کی کچھ عبارات پیش کرتا ہوں تا کہ غیر مقلدین کے وساوس کا شکار ہونے والے بھائی حقیقت حال سے آگاہ ہوسکیں۔

(۱) ''نزل الابرار'' کے صفحہ ۲ پر نواب صاحب اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور حضور اکرم ﷺ پر ھدیۂ صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے بعد آل واصحاب کی خدمت میں سلام پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں: والی الفقھاءِ المجتھدین الذین نھوعن التقلید ...الخ (ان فقہائے مجتہدین پر سلام ہو جنہوں نے تقلید سے منع کیا ہے)۔ اس قسم کا بخل اور کنجوسی ایک غیر مقلد ہی سے سرزد ہوسکتی ہے۔ نواب صاحب کے اس جملے کی زد میں ہزاروں فقہائے کرام اور محدثین مقلدین آجاتے ہیں۔ اس پر بھی یہ دعوٰی کرنا کہ نواب صاحب حنفی مقلد تھے سینہ زوری کے سوا کچھ نہیں۔

(۲) نواب صاحب ''نزل الابرار'' کے صفحہ ۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بعض احباب کے مشورہ سے اپنی کتاب ''ھدیۃ المھدی من الفقہ المحمدی'' جو ایک بادلائل فقہ کی کتاب تھی کو بلادلائل صرف مسائل تک محدود کردیا حتّٰی یکون متنا متینافی فقہ اھل الانصاف ونظیرا لمتون الشوافع والا حناف (تاکہ وہ اہل انصاف (اہل حدیث) کی فقہ کا مضبوط متن بن جائے اور شوافع واحناف کے فقہی متون کی نظیر بن جائے) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ نواب صاحب فقہ حنفی کی کتاب نہیں لکھ رہے بلکہ شوافع واحناف کے فقہی متون کے طرز پر اپنی فقہ کی کتاب لکھ رہے ہیں اس کے بعد بھی اگر نواب صاحب حنفی تھے تو فیاللعجب۔

(۳) ''نزل الابرار'' کے صفحہ ۷ پر نواب صاحب تحریر فرماتے ہیں: واھل الحدیث شیعۃ علی رضی اللہ عنہ (اہل حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت ہے تو یہاں اپنے آپ کو اہل حدیث کے لقب سے نوازا ہے اور شیعان علی میں سے ہونے کا دعوٰی کیا ہے۔

(۴) ''نزل الابرار'' کے صفحہ ۸ پر نواب صاحب لکھتے ہیں۔ و یجب علینا ان نعحب الاولیاء کلھم ونعظمھم من غیر تفصیل وتخصیص ونترک قولھم ورأیھم اذا خالف الحدیث (ہم پر لازم ہے کہ ہم تمام اولیاء سے محبت کریں اور بغیر تفصیل وتخصیص کے اُن کی تعظیم کریں۔ اور جب اُن کا قول اور رائے حدیث کے خلاف ہو تو اُس کو ترک کردیں) اولیاء اللہ کے بارہ میں یہ سوچنا کہ اُن کی باتیں یا اُن کی رائے سنت کے خلاف ہوسکتی ہے یہ خالص غیر مقلدیت ہے۔ ہمارے ہاں تو خلافِ سنت کہنے والا اور رائے رکھنے والا ولی ہو ہی نہیں سکتا۔ میں نے سنت کا لفظ اس لیے استعمال کیا ہے کیونکہ غیر مقلدین کے ہاں سنت اور حدیث میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(۵) ''نزل الابرار'' کے صفحہ ۸ پر نواب صاحب بدعتیوں کی علامات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ اہل اثر (اہلِ حدیث) کو بُرا بھلا کہتے ہیں اور اُنہیں وہابی کا نام دیتے ہیں۔ تھوڑا آگے جاکر فرماتے ہیں۔ ولیس لھم الا سم الواحد وھو اصحاب الحدیث۔ (حالانکہ اُن کا صرف ایک ہی نام ہے اور وہ ''اہل حدیث'' ہے)۔ اس صراحت کے بعد بھی اگر نواب صاحب حنفی تھے تو اس سے بڑا جھوٹ شاید کوئی اور نہ ہو۔

(۶) نواب صاحب اپنی کتاب ''کنز الحقائق'' کے مقدمہ صفحہ۳ پر تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے ''نزل الابرار'' کا خلاصہ کنز الحقائق کے نام سے لکھا ہے جو کنز الدقائق کی مثل بلکہ اُس سے فائق ہے۔ پھر اپنی کتاب کی مزید تعریف و توصیف کرنے کے بعد اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی اسے اہل عدل و انصاف کے ہاں مقبول اور معمول بھا بنائیں یتمتع بہ کما تمتع بسمیۃ الاحناف۔ (اس سے اس قدر فائدہ حاصل کیا جائے جیسے اس کی ہمنام (کنز الدقائق) سے احناف فائدہ اٹھاتے ہیں) تو معلوم ہوا کہ کنز الحقائق احناف کی کتاب نہیں ہے بلکہ ان کی کتاب کنز الدقائق ہے جس سے وہ فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

(۷) ''کنز الحقائق'' کے صفحہ۴ پر تحریر فرمایا ہے وان کان للاموات سماع عند اصحابنا خلافًا للحنفیۃ والمعتزلۃ (اگرچہ ہمارے ہاں مُردوں کا سننا ثابت ہے برخلاف حنفیہ اور معتزلہ کے مذہب کے) یہاں پر نواب صاحب نے اپنے ساتھیوں کو احناف میں شامل نہیں کیا بلکہ واضح کیا ہے کہ ہمارے ساتھیوں کا مسلک احناف کے مسلک کے خلاف ہے۔ یہ الگ بحث ہے کہ احناف تو سماع موتی کے قائل ہیں اور آج کل کے غیر مقلد اس کے منکر ہوگئے ہیں۔

(۸) نواب وحید الزمان صاحب نے ''ھدیۃ المھدی'' نامی جو کتاب لکھی ہے اُس کے سرورق پر یوں لکھا ہے ''مشتمل بر عقائد اہل حدیث واصول تفسیر وحدیث وقواعد استخراج'' یعنی یہ کتاب اہل حدیث کے عقائد تفسیر وحدیث کے اصولوں اور قواعد استخراج پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب ۱۳۲۵ھ میں شائع ہوئی جبکہ نواب صاحب زندہ تھے۔ انھوں نے اپنی زندگی میں نہ ہی اس کتاب کی تردید کی نہ ہی اشاعت پر پابندی لگائی تو معلوم ہوا کہ نواب صاحب غیر مقلد (اہلِ حدیث) تھے۔

(۹) نواب صاحب ''ھدیۃ المھدی'' کے صفحہ۳ پر رقمطراز ہیں: انہ بحمداللہ شاع العمل بالحدیث وسعی الناس الیہ بیتما اھل الھند ---و قد کشفت عن وجوہ الدین ظلمات المبتدعین المقلدین ---وتزید عدد العاملین بالحدیث یومًا فیومًا---حتّٰی ما بقیت قریۃ صغیرۃ ولا کبیرۃ الا وقد جمعت من اھل الحدیث طائفۃ کثیرۃ اویسیرۃ ولا تزال ارض التقلید تنقص اطرافھا و تنکس اعلامھا غیر انّ بعض اخواننا من اھل الحدیث قد غلوا فی الدین . (بیشک اللہ کے فضل سے عمل بالحدیث عام ہوگیا ہے اور لوگ اس کی جانب بھاگ کر آرہے ہیں خاص طور پر اہل ہند---اور میں نے دین کے چہرے سے مقلد بدعتیوں کی تاریکیوں کو دور کردیا ہے---دن بدن عاملین بالحدیث کی تعداد میں اضافہ ہورہا ہے---یہاں تک کہ کوئی چھوٹی اور بڑی بستی ایسی نہیں ہے جہاں اہل حدیث لوگوں کی زیادہ یا کم تعداد جمع نہ ہوگئی ہو اور تقلید کی سرزمین سمیٹ رہی ہے اور ان کے جھنڈے گر رہے ہیں۔ مگر ہمارے بعض اہل حدیث بھائی دین کے معاملہ میں غلو سے کام لے رہے ہیں)۔ اتنی واضح عبادت کے بعد بھی اگر کوئی نواب صاحب کو حنفی کہے گا تو جوابًا کہنا پڑے گا۔

؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

(اگر چمگادڑ دن کونہیں دیکھ سکتی تو اس میں سورج کا کیا قصور ہے)

(۱۰) اسی کتاب کے صفحہ ۴ پر نواب صاحب بہت سے محدثین فقہاء اور علماء کے نام لینے کے بعد فرماتے ہیں کہ ہم نے ان بزرگوں کے اقوال کا کتاب میں ذکر اس لیے کیا ہے تا کہ ہمارے اہل حدیث بھائیوں کی تسلی ہو جائے کہ یہ حضرات بھی ہمارے ساتھ ہیں۔ ورنہ یہ لوگ تمام مجتہدین کی طرح غیر معصوم ہیں اور ہمارے نزدیک حجت نہیں ہیں کیونکہ حجت صرف قرآن وسنت ہے۔'' ہمارے ہاں تو حجج شرعیہ چار ہیں اور صرف قرآن وسنت کو حجت ماننے والے غیر مقلد ہی ہوتے ہیں۔ لہٰذا نواب صاحب غیر مقلد ٹھہرے۔

(۱۱) نواب صاحب **ھدیۃ المھدی** کے صفحہ ۵ پر فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو دو حصوں پر تقسیم کر دیا ہے۔ پہلا حصہ اصول ایمان پر مشتمل ہے **وبینت فیہ العقائد لا ھل الحدیث** (اس میں مَیں نے اہل حدیث کے عقائد کو کھول کر بیان کیا ہے)۔

قارئین گرامی! مندرجہ بالا گیارہ حوالہ جات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ نواب وحید الزمان اہل حدیث (غیر مقلد) تھے۔ اور مذکورہ صدر کتابیں اُنہوں نے اپنے فرقہ کی رہنمائی کے لیے ہی تحریر کی تھیں۔ شرح وقایہ کے ترجمہ کرنے اور اپنے باپ کے حنفی ہونے کی وجہ سے وہ حنفی نہیں بن گئے تھے۔ اس لیے آج کے غیر مقلدین اپنے اس امام کی قدر کریں۔ اور اُن کے تحریر کردہ مسائل وعقائد کو قرآن وحدیث سے ثابت کریں بصورت دیگر سوادِ اہلِ سنت والجماعت احناف کے دامن میں پناہ حاصل کر کے اپنی عاقبت کو سنواریں **وما ذلک علی اللہ بعزیز**۔

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہُوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرما دیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تا کہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

قسط:٦

دینی مسائل

﴿ وضو کا بیان ﴾

۴۔ قے

مسئلہ : اگر قے ہوئی اور اس میں کھانا یا پانی یا پت نکلے تو اگر منہ بھر کر قے ہوئی ہو تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر منہ بھر کر قے نہیں ہوئی تو وضو نہیں ٹوٹا اور منہ بھر کر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مشکل سے منہ میں رکے۔

اور اگر قے میں نرا بلغم نکلا تو وضو نہیں ٹوٹا چاہے جتنا ہو منہ بھر کر ہو یا اس سے کم ہو سب کا ایک حکم ہے۔ اور اگر قے میں خون نکلے تو اگر پتلا اور بہتا ہوا ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر جما ہوا ٹکڑے ٹکڑے نکلے اور منہ بھر کر ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اور اگر کم ہو تو نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ : اگر تھوڑی تھوڑی کر کے کئی دفعہ قے ہوئی لیکن سب ملا کر اتنی ہے کہ اگر ایک دفعہ میں کرتا تو منہ بھر کر ہو جاتی تو اگر ایک ہی متلی برابر باقی رہی اور تھوڑی تھوڑی قے ہوتی رہی تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر ایک متلی برابر نہیں رہی بلکہ پہلی دفعہ کی متلی جاتی رہی تھی اور طبیعت اچھی ہو گئی تھی پھر دوبارہ متلی شروع ہوئی اور تھوڑی قے ہو گئی۔ پھر جب یہ متلی جاتی رہی تو تیسری دفعہ پھر متلی شروع ہو کر قے ہوئی تو وضو نہیں ٹوٹا۔

۵۔ نیند

بذاتِ خود نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ بعض حالتوں میں سونے سے جسم کے اعضاء اور جوڑ ڈھیلے ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے پیچھے کی راہ سے ہوا خارج ہو سکتی ہے اور چونکہ نیند کی وجہ سے ہوا خارج ہونے کا شعور نہیں ہوتا اس لیے ان حالتوں میں نیند کو ہوا خارج ہونے کے قائم مقام کیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے وہ حالتیں جن میں جسم کے اعضاء اور جوڑ ڈھیلے نہیں ہوتے ان میں سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ : لیٹے لیٹے آنکھ لگ گئی یا کسی چیز سے ٹیک لگا کر بیٹھے بیٹھے سو گیا اور ایسی غفلت ہو گئی کہ اگر وہ ٹیک نہ ہوتی تو گر پڑتا تو وضو جاتا رہا۔

مسئلہ : اگر نماز میں بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے سو جائے تو وضو نہیں گیا۔

مسئلہ : اگر سجدے میں سو جائے تو اگر مرد ہو اور مردوں کی طرح سجدہ کیا ہے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا اور اگر

عورت ہو اور اس نے عورتوں کی طرح سجدہ کیا ہو تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ : اگر نماز سے باہر بیٹھے بیٹھے سوئے اور اپنا چوتڑ ایڑی سے دبالے اور دیوار وغیرہ کسی چیز سے ٹیک بھی نہ لگائے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ : بیٹھے ہوئے نیند کا ایسا جھونکا آیا کہ گر پڑا اور گر کر فوراً ہی آنکھ کھل گئی ہو تو وضو نہیں گیا اور جو گرنے کے ذرا دیر بعد آنکھ کھلی ہو تو وضو جاتا رہا اور اگر بیٹھا جھومتا رہا گرا نہیں تب بھی وضو نہیں گیا۔

۶۔ بے ہوشی، جنون اور نشہ

اگر بے ہوشی ہوگئی یا جنون سے عقل جاتی رہی تو وضو جاتا رہا چاہے بے ہوشی اور جنون تھوڑی ہی دیر رہا ہو۔ ایسے ہی اگر تمبا کو وغیرہ کوئی نشے کی چیز کھالی اور اتنا نشہ ہوگیا کہ اچھی طرح چلا نہیں جاتا اور قدم ادھر ادھر بہکتا اور ڈگمگاتا ہے تو بھی وضو جاتا رہا۔

۷۔ رکوع وسجدہ والی نماز میں قہقہہ

قہقہہ سے مراد وہ ہنسی ہے جس کو ہنسنے والا اس کے آس پاس کے لوگ سن سکیں۔

مسئلہ : اگر نماز میں اتنے زور سے ہنسی نکل گئی کہ اس نے خود بھی اپنی آواز سن لی اور اس کے آس پاس والوں نے بھی سن لی اس سے وضو بھی ٹوٹ گیا اور نماز بھی ٹوٹ گئی۔

اور اگر ایسا ہو کہ خود کو تو آواز سنائی دے مگر سب پاس والے نہ سن سکیں اگرچہ بہت ہی پاس والا یعنی جو بالکل اس کے ساتھ کھڑا ہو وہ سن لے تو اس سے اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ وضو نہ ٹوٹے گا۔

اور اگر ہنسی میں فقط دانت کھل گئے ہوں اور آواز بالکل نہیں نکلی تو نہ وضو ٹوٹا نہ نماز گئی ۔

مسئلہ : اگر نابالغ لڑکا یا لڑکی نماز میں زور سے ہنسے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا ہاں وہ نماز جاتی رہتی ہے۔

مسئلہ : جنازے کی نماز اور تلاوت کے سجدے میں قہقہہ لگانے سے وضو نہیں جاتا بالغ ہو یا نابالغ ہو۔

۸۔ مباشرت فاحشہ

مرد کی شرم گاہ جب (داخل ہوئے بغیر) عورت کی شرم گاہ سے مل جائے اور کچھ کپڑا بیچ میں آڑ نہ ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے ایسے ہی اگر دو عورتیں یا دو مرد آپس میں اپنی شرم گاہیں ملائیں تب بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

متفرقات:

مسئلہ : وضو کے بعد ناخن کٹائے یا زخم کے اوپر کی مردار کھال نوچ ڈالی تو وضو میں کوئی نقصان نہیں آیا نہ تو وضو دہرانے کی ضرورت ہے اور نہ اتنی جگہ کے پھر تر کرنے کا حکم ہے۔

مسئلہ : وضو کے بعد کسی کا ستر دیکھ لیا یا اپنا ستر کھل گیا یا ننگے ہو کر نہایا اور ننگے ہی وضو کیا تو اس کا وضو درست ہے پھر وضو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ : جس چیز کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ چیز نجس ہوتی ہے اور جس سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ نجس بھی نہیں تو اگر ذرا سا خون نکلا کہ زخم کے منہ سے بہا نہیں یا ذرا سی قے ہوئی، منہ بھر کر نہیں ہوئی تو یہ خون اور قے نجس نہیں ہے۔ اگر کپڑے یا بدن میں لگ جائے اس کا دھونا واجب نہیں اور اگر منہ بھر کے قے ہوئی یا خون زخم سے بہہ گیا تو وہ نجس ہے اس کا دھونا واجب ہے اور اگر اتنی قے کر کے کٹورے یا لوٹے کو منہ لگا کر کلی کے لیے پانی لیا تو وہ برتن ناپاک ہو جائے گا اس لیے چلو سے پانی لینا چاہیے۔

مسئلہ : چھوٹا بچہ جو دودھ ڈالتا ہے اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر منہ بھر کر نہ ہو تو نجس نہیں ہے اور جب منہ بھر کر ہو تو نجس ہے۔ اگر عورت اس کو دھوئے بغیر نماز پڑھے گی تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ : اگر وضو کرنا تو یاد ہے اور اس کے بعد وضو ٹوٹنا اچھی طرح یاد نہیں کہ وضو ٹوٹا ہے یا نہیں ٹوٹا تو اس کا وضو باقی سمجھا جائے گا اسی سے نماز درست ہے لیکن دوبارہ وضو کر لینا بہتر ہے۔

مسئلہ : جس کو وضو کرنے کے دوران شک ہو کہ فلانا عضو دھویا یا نہیں تو وہ عضو پھر دھو لینا چاہیے اور اگر وضو کر چکنے کے بعد شک ہوا تو کچھ پروا نہ کرے وضو ہو گیا۔ البتہ اگر یقین ہو جائے کہ فلانی بات رہ گئی ہے تو اس کو کرے۔

حدث اصغر یعنی بے وضو ہونے کی حالت کے احکام

مسئلہ : قرآن مجید اور پاروں کے پورے کاغذ کا چھونا مکروہ تحریمی ہے خواہ اس جگہ کو چھوئے جہاں آیت لکھی ہے یا اس جگہ کو چھوئے جو سادہ ہے۔

اور اگر پورا قرآن نہ ہو بلکہ کسی کاغذ یا کپڑے یا جھلی وغیرہ پر قرآن کی ایک پوری آیت لکھی ہو باقی حصہ سادہ ہو تو سادہ جگہ کا چھونا جائز ہے جبکہ آیت پر ہاتھ نہ لگے۔

مسئلہ : قرآن مجید کا لکھنا مکروہ نہیں بشرطیکہ لکھے ہوئے کو ہاتھ نہ لگے گو خالی مقام کو چھوئے۔ یہ امام ابو یوسف کا قول ہے مگر امام محمدؒ کے نزدیک خالی مقام کو بھی چھونا جائز نہیں ہے اور اس میں زیادہ احتیاط ہے۔

مسئلہ : ایک آیت سے کم کا لکھنا مکروہ نہیں جبکہ کسی کتاب وغیرہ میں لکھے اور اگر قرآن شریف میں لکھے تو بغیر وضو کے لکھنا بھی جائز نہیں۔

مسئلہ : نابالغ بچوں کو حدث اصغر کی حالت میں بھی قرآن مجید کا دینا اور چھونے دینا مکروہ نہیں۔

مسئلہ : بے وضو شخص کے لیے قرآن پاک کا زبانی پڑھنا درست ہے اور بغیر چھوئے اس میں دیکھ کر پڑھنا بھی درست ہے۔

معذور کا بیان

معذور وہ شخص ہے جس کو ایسا عذر لاحق ہو جس کا روکنا اس کے قابو سے باہر ہو مثلاً ایسی نکسیر پھوٹی ہو کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی یا کوئی ایسا زخم ہے کہ برابر بہتا رہتا ہے کسی وقت بہنا بند نہیں ہوتا یا پیشاب کی بیماری ہے کہ ہر وقت قطرہ بہتا رہتا ہے اور اس کا وہ عذر ایک نماز کے پورے وقت تک برابر قائم رہے اتنا وقت بھی نہ ملے کہ اس وقت کی فرض و واجب نماز طہارت کے ساتھ پڑھ سکے۔

اگر اس کو اتنا وقت مل جائے جس میں طہارت کے ساتھ نماز پڑھ سکے یعنی صرف وضو کے فرائض و واجبات ادا کر سکے تو اس کو معذور نہیں کہیں گے۔

معذور کا حکم یہ کہ ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے۔ جب تک وہ وقت رہے گا تب تک اس کا وضو باقی رہے گا جب یہ وقت چلا گیا دوسری نماز کا وقت آ گیا تو اب دوسرے وقت دوسرا وضو کرنا چاہیے اسی طرح ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے اور اس وضو سے فرض، نفل، قضا جو نماز چاہے پڑھے۔

ایک دفعہ معذور ہو جانے کے بعد جب دوسرا وقت آئے تو اس میں پورا وقت عذر کا پایا جانا مثلاً خون کا بہنا شرط نہیں ہے بلکہ وقت بھر میں اگر ایک دفعہ بھی خون آ جایا کرے اور باقی سارے وقت بند رہے تب بھی معذور باقی رہے گا۔

اگر اس کے بعد ایک پورا وقت ایسا گزر جائے جس میں خون بالکل نہ آئے تو اب معذور نہیں رہا۔ اب اس کا حکم یہ ہے کہ جتنی دفعہ خون نکلے گا وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ : معذور کے وضو کو فرض نماز کے وقت کا گزرنا یا دوسرے حدث (یعنی پیشاب پاخانہ وغیرہ) کا لاحق ہونا توڑ دیتا ہے۔ لہٰذا جس شخص کی نکسیر مسلسل جاری ہو اس نے اگر فجر کے وقت وضو کیا تو سورج نکلنے کے بعد اس وضو سے کوئی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ دوسرا وضو کرنا پڑے گا۔

اور جب سورج نکلنے کے بعد وضو کرے اگرچہ اشراق کے لیے ہو تو اس وضو سے ظہر کی نماز پڑھنا درست ہے ظہر

کے لیے نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح اگر معذور عید کی نماز کے لیے وضو کرے تو اس سے ظہر کی نماز پڑھ سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سورج طلوع ہونے کے بعد نصف النہار تک کسی فرض نماز کا وقت نہیں ہے۔ اس لیے وہ وضو اس وقت ختم ہوگا جب ظہر کا وقت گزر جائے گا۔

اور اسی وقت کے اندر اگر کوئی دوسرا حدث پایا جائے مثلاً اس نے پیشاب یا پاخانہ کیا تو اب اس دوسرے حدث کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے گا عذر کی وجہ سے نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ : ظہر کا کچھ وقت گزر گیا تھا تب زخم وغیرہ کا خون بہنا شروع ہوا تو اخیر وقت تک انتظار کرے۔ اگر بند ہو جائے تو خیر، نہیں تو وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ پھر اگر عصر کے پورے وقت میں اسی طرح بہتا رہا کہ نماز پڑھنے کی مہلت نہیں ملی تو اب عصر کا وقت گزرنے کے بعد معذور ہونے کا حکم لگائیں گے کیونکہ ظہر کا پورا وقت عذر میں نہیں گزرا تھا جبکہ عصر کا پورا وقت عذر میں گزرا ہے۔ اور اگر عصر کے وقت کے اندر ہی اندر بند ہو گیا تو وہ معذور نہیں ہے جو نمازیں اتنے وقت میں پڑھی ہیں وہ درست نہیں ہوئیں پھر سے پڑھے۔

مسئلہ : ایسے معذور نے پیشاب یا پاخانے کی وجہ سے وضو کیا اور جس وقت وضو کیا تھا اس وقت زخم یا نکسیر کا خون بند تھا۔ جب وضو کر چکا تب خون آیا تو اس خون کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ البتہ جو وضو نکسیر یا زخم کے خون کے سبب سے کیا ہے خاص وہ وضو نکسیر یا زخم کے خون کی وجہ سے نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ : اگر معذور اس بات پر قادر ہے کہ زخم پر کپڑا باندھنے سے یا روئی رکھنے یا روئی بھرنے سے خون پیپ وغیرہ کے عذر کو روک سکتا ہے یا کم کر سکتا ہے تو اس کو بند کرنا یا کم کرنا واجب ہے اور بند کر سکنے کے سبب اب وہ صاحب عذر نہیں رہتا۔

مسئلہ : اگر جھکنے سے یا سجدہ کرنے سے خون جاری ہو جاتا ہے یا پیشاب کے قطرے گرنے لگتے ہیں کھڑے رہنے یا بیٹھنے سے جاری نہیں ہوتے تو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھے۔ اگر کھڑے ہونے سے عذر جاری رہتا ہے بیٹھنے سے نہیں تو نماز بیٹھ کر پڑھے۔ ان صورتوں میں یہ شخص معذور نہیں ہوگا۔

مسئلہ : اگر لیٹا رہے تو عذر جاری نہیں ہوتا بیٹھا یا کھڑا ہو تو عذر جاری ہو جاتا ہے تو یہ معذور رہے گا اور یہ نماز کے سارے رکن ادا کرے لیٹ کر نماز نہ پڑھے۔

جو شخص ریح کے بکثرت اور مسلسل خروج کے سبب سے معذور ہو اس کا سونے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(جاری ہے)

حاصلِ مطالعہ

﴿حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، فاضل و مدرس جامعہ مدنیہ﴾

اَوَّلِیَّاتُ حضرت ابراھیم علیہ السلام :

ابوالانبیاء حضرت ابراھیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے جہاں اور بہت سی خصوصیات وامتیازات سے نوازا تھا وہیں ایک شرف یہ بھی بخشا تھا کہ بہت سی چیزوں کی ابتدا آپ سے ہوئی تھی اللہ تعالیٰ کو وہ چیزیں اس قدر پسند آئیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنے والی نسلوں کو اُن کا پابند بنادیا اور ان کی ادائیگی پر اجر وثواب کا وعدہ فرمایا۔

علامہ قرطبی مالکی رحمہ اللہ (م:۶۷۱ھ) نے اپنی تفسیر میں وہ چیزیں ذکر فرمائی ہیں آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ موصوف تحریر فرماتے ہیں :

"قلت و فی المؤ طا وغیرہ عن یحیی بن سعید انہ سمع سعید بن المسیب یقول : ابراھیم علیہ السلام اول من اختتن ،واول من اضاف الضیف ، واول من استحد ، واول من قلّم الاظفار ،واول من قص الشارب ،واول من شاب ،فلما رأی الشیب قال : ما ھذا؟ قال : وقار ،قال : یا رب زدنی و قارًا .وذکر ابو بکر بن ابی شیبۃ عن سعید بن ابراھیم عن ابیہ قال : اول من خطب علی

میں کہتا ہوں کہ مؤطا امام مالکؒ وغیرہ میں یحیٰی بن سعید سے روایت ہے کہ اُنہوں نے حضرت سعید بن میتبؒ کو سنا آپ فرما رہے تھے حضرت ابراھیم علیہ السلام وہ ہستی ہیں جنھوں نے سب سے پہلے ختنہ کیا، آپ ہی نے سب سے پہلے مہمان کی مہمان نوازی کی ،آپ ہی نے سب سے پہلے موئے زیرِ ناف صاف کرنے کے لیے استرہ استعمال کیا، آپ ہی نے سب پہلے ناخن کاٹے ،آپ ہی نے سب سے پہلے مونچھیں کاٹیں سب سے پہلے آپ ہی کے سفید بال آئے جب آپ نے بالوں میں سفیدی دیکھی تو جی میں کہنے لگے الٰہی یہ کیا؟ ارشاد ہوا کہ یہ وقار ہے عرض کیا کہ الٰہی میرا وقار

المنابر ابراهيم خليل الله ،قال غيره واول من ثَرَدَ الثريد ، واول من ضرب بالسيف واول من استاک واول من استنجى بالماء و اول من لبس السراويل ، وروى معاذبن جبل قال قال النبى ﷺ ان اتخذالمنبر فقد اتخذه ابى ابراهيم ،و ان أ تخذالعصا فقد اتخذها ابى ابراهيم " [1]

بڑھادیجیے ابوبکر بن ابی شیبہ نے سعید بن ابراہیم سے روایت کی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: منبر پر خطبہ دینے والی سب سے پہلی شخصیت حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی ہے، دیگر بزرگوں کا کہنا ہے کہ سب سے پہلے ثرید آپ ہی نے بنایا، سب سے پہلے تلوار آپ ہی نے چلائی، سب سے پہلے مسواک آپ ہی نے کی، سب سے پہلے پانی سے استنجا آپ ہی نے کیا، سب سے پہلے شلوار آپ ہی نے پہنی، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر میں منبر بنواتا ہوں تو کیا ہوا میرے جد امجد ابراہیم نے بھی بنوایا تھا اور اگر میں لاٹھی استعمال کرتا ہوں تو کیا ہوا میرے جد امجد ابراہیم نے بھی استعمال کی تھی۔

علامہ قرطبیؒ کی تحریر سے معلوم ہورہا ہے کی درج ذیل چودہ چیزوں میں حضرت ابراہیم السلام کواَ وّلیت کا شرف حاصل ہے۔

(۱) ختنہ کرنا (۲) مہمان نوازی کرنا (۳) موئے زیرناف صاف کرنا (۴) ناخن کاٹنا (۵) مونچھیں کاٹنا (۶) سفید بال آنا (۷) منبر پر خطبہ دینا (۸) ثرید بنانا (۹) تلوار چلانا (۱۰) مسواک کرنا (۱۱) پانی سے استنجاء کرنا (۱۲) شلوار پہننا (۱۳) منبر بنوانا (۱۴) لاٹھی استعمال کرنا۔

یادِ حق میں دنیا سے بے خبری :

''حضرت شیخ احمد عبدالحق'' رودولی کی جامع مسجد میں اوّل وقت نماز پڑھنے جاتے اور وہاں خود اپنے ہاتھ سے جھاڑو دیتے، چالیس پچاس برس تک اس مسجد میں نماز پڑھی، مگر یہ نہ جانتے تھے کہ جامع مسجد کس طرف ہے جب وہ نماز کے لیے نکلتے تو ان کے خادم شیخ بختیار آگے آگے بلند آواز سے حق حق کہتے جاتے تھے، اور حضرت شیخ احمد عبدالحق'' اسی آواز کے سہارے

---

[1] الجامع الاحکام القرآن ج ۲ ص ۹۸

راستہ طے کرتے تھے، ان کے اس کمال، جمال اور سکرِ حال کے سبب ہی لوگ معترف رہے''۔[۱]

ذوقِ عبادت ہو تو ایسا :

''شیخ محمد عیسیٰ جونپور کے بڑے مشہور بزرگ تھے، شیخ فتح اللہ اودھی سے مرید تھے ان کے والد بزرگوار کا قیام دہلی میں رہتا لیکن امیر تیمور کے حملہ کے زمانہ میں دہلی سے جونپور چلے آئے اس وقت شیخ محمد عیسیٰ کی عمر سات آٹھ سال کی تھی'' اپنے مرشد کے حکم سے ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی سے بھی مذہبی اور عقلی تعلیم پاتے رہے، ان سے تعلیم پانے کے بعد باطن کے تصفیہ کے لیے پھر مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عبادت میں ایسے مشغول ہوئے کہ کچھ خبر نہ رہی، ان کے کمرے کے سامنے ایک درخت تھا لیکن اس کی ان کو خبر تک نہ تھی، ایک دن ان کی نشست گاہ پر اس درخت کے پتے گرے تو انہوں نے دریافت فرمایا یہ پتے کہاں سے آگئے ہیں۔ لوگوں نے ان کو بتایا کہ اس جگہ درخت بھی ہے، مراقبے کی کثرت سے شیخ محمد عیسیٰ کی ہڈیاں گردن کی ہڈیوں کے ساتھ اُبھر آئی تھیں، ان کی تھوڑی سینے تک لٹک آئی تھی، آپ کا مزار جون پور میں ہے''۔[۲]

استغنا :

شیخ میاں قاضی خاں (م: ۹۷۰ء) ہمایوں کے زمانہ کے ایک بڑے برگزیدہ و بزرگ تھے، ظفر آباد میں رہتے تھے، شیخ حسن طاہر کے مرید اور خلیفہ تھے، تیس سال تک راہِ سلوک میں مجاہدہ و ریاضت کرتے رہے، پھر بھی فرماتے کہ تیس سال ریاض کرنے کے بعد تب کہیں نفس کی مکاریوں کا تھوڑا سا علم حاصل ہوا، اور اس پر صرف یہ معلوم ہو سکا کہ نفس کس طرح ڈاکہ ڈالتا ہے اور اس کی کمین گاہیں کہاں کہاں ہیں، ہمایوں ان کا معتقد ہو گیا تھا اس اعتقاد میں وہ ان کو نذریں دینے کی کوشش کرتا لیکن وہ قبول نہ کرتے، ایک مرتبہ اس نے ان کے پاس ایک سادہ کاغذ پر اپنی مہریں لگا کر بھیج دیں کہ جتنے مواضع اور جتنی رقمیں چاہیں اپنے لیے اس پر لکھ لیں، لیکن انھوں نے کچھ قبول کرنے سے انکار یہ کہہ کر کیا کہ مجھ کو اس کی ضرورت نہیں اور بلا ضرورت کسی کا حق مار کر فائدہ اٹھانا جائز نہیں، میں نے اپنے پیر سے یہ عہد لیا ہے کہ

از خدا خواہم واز غیر نخواہم بخدا　　کہ نیم بندۂ غیر و نہ خدائے دگر است

---

[۱] انوار العیون ص ۷۱　　[۲] اخبار الاخیار ص ۱۸۰ (فارسی)

شاہی قاصدوں نے ان سے کہا کہ اگر آپ قبول نہیں فرماتے۔تو اپنے لڑکوں کو دے دیں ان کو ضرورت ہوگی،اس کا جواب دیا وہ چاہیں لیں یا نہ لیں میں ان کو کوئی حکم نہیں دیتا،شاہی قاصدوں نے لڑکوں کی طرف رجوع کیا تو وہ بولے بیٹا وہ ہے جو باپ کے نقشِ قدم پر گامزن رہے"۔ ۱

مسلمانوں کے لیے لمحۂ فکریہ :

مسلمانوں کا شیرازہ بکھر چکا ہر ملک میں یہودی بستیاں بسائیں گے اسرائیل کا اعلان

مسلمان عیاشی کا سمبل بن چکے،وہ فروعی مسائل میں الجھے ہوئے ہیں،ان میں حضرت عمرؓ اور صلاح الدین ایوبی والا جذبہ نہیں رہا

فلسطینیوں کو ہمارے تابع رہنا ہوگا،یہودی آج بھی اللہ کی پیاری مخلوق ہے دنیا بھر میں قدم جمارہے ہیں: ایریل شیرون

مقبوضہ بیت المقدس (ابو سارہ کی خصوصی رپورٹ) اسرائیل کے وزیراعظم ایریل شیرون نے کہا ہے کہ یہودی آج بھی اللہ کی پیاری مخلوق ہے اور اس نے یہودیوں کو دنیا کی ہر نعمت سے نوازرکھا ہے اور آج یہودی دنیا بھر میں پہلے کی طرح اپنے قدم جمارہے ہیں۔ان خیالات کا اظہار انہوں نے یہاں ایک کارنر میٹنگ سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔انہوں نے کہا کہ یہودی ایک متحد قوم ہے اور اپنے مذہب کے تحفظ کے لئے ایک ہے

صفحہ 4 بقیہ نمبر 21

بقیہ: 21　　اسرائیل

لیکن آج مسلمانوں کا شیرازہ بکھر چکا ہے اب وہ متحد نہیں ہو سکتے اب بیت اول (مسجد اقصیٰ) کو آزاد کرنا ان کے بس میں نہیں وہ اپنے فروعی مسائل میں الجھے ہوئے اور عیاشی میں بری طرح پھنس چکے ہیں کیونکہ اب ان میں حضرت عمرؓ اور صلاح الدین ایوبی والا جذبہ نہیں رہا اب مسلمان عیاشی کا سمبل بن چکے ہیں جب تک یہ عیاشیوں میں رہیں گے ہمارے مفادات کا تحفظ خود بخود ہوگا۔ایریل شیرون نے کہا کہ فلسطینیوں کو اگر رہنا ہے تو ہمارے تابع ہونا پڑے گا ورنہ ان کو سختی سے کچل دیا جائے گا ہم اپنے شہریوں کو ہر لحاظ سے تحفظ فراہم کرتے ہیں اور فلسطینیوں کی دہشت گردی کو کچلنا ہمارا نصب العین ہونا چاہئے ہمارے شہریوں کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔انہوں نے کہا کہ اسرائیل میں مزید شہر تعمیر کیے جائیں گے اور دنیا کے ہر ملک میں یہودیوں کی بستیاں تعمیر کی جائیں گی ان کی تعمیر و ترقی کے لئے فنڈز دیے جائیں گے۔بھارت میں ہمارا رشتہ پختہ ہے وہاں پر موجود یہودیوں کو تحفظ دینے کے لئے بھارت کے ساتھ مزید معاہدے کیے جائیں گے۔ ۲

شادی کے لیے قرض کا شاخسانہ :

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو تعلیم ہے کہ وہ شادی بیاہ کے امور جس قدر ہو

---

۱ اخبار الاخیار ص ۲۳۳ (فارسی)　　۲ روزنامہ نوائے وقت ۲۵ رجنوری ص ۱ کالم ۳

سکے سادگی سے انجام ہوں ۔ چاہیے تو یہ تھا کہ مسلمان آپ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے نکاح وبیاہ میں سادگی کا مظاہرہ کرتے لیکن ہو یہ رہا ہے کہ مسلم معاشرہ کا ہر فرد شادی بیاہ کے موقع پر اسراف کا شکار ہے، اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے اُسے جو کچھ کرنا پڑے وہ کرتا ہے، امیروں کی دیکھا دیکھی غریب بھی اسی روش کو اپنائے ہوئے ہے وہ بھی اپنی خوشیوں کو پورا کرنی کی کوشش کرتا ہے اور اس کے لیے اگر اسے بھیک مانگنی پڑے زکٰوۃ لینی پڑے حتی کہ سودی قرض لینا پڑے تو اس سے بھی گریز نہیں کرتا جس کا نتیجہ بسا اوقات بڑا ہی بھیانک نکلتا ہے ذیل میں اخبار کے حوالے سے ایک تراشہ دیا جا رہا ہے جس میں ایک غریب آدمی پر شادی کے لیے قرضہ لینے کی وجہ سے جو آفات آئیں اُن کا تذکرہ اس خبر سے جہاں غریب کی بے بسی عیاں ہو رہی ہو وہیں ارباب حکومت کی بے حسی بھی عیاں ہو رہی ہے اس خبر میں جہاں غریب کے لیے عبرت ہے وہیں امیر کے لیے سبق بھی ہے کہ وہ ایسے کام نہ کرے کہ غریب اس کی نقل میں اپنی عزت و آبرو سے بھی جائے لیجیے وہ تراشہ ملاحظہ فرمائیے :

وڈیرہ نے مظلوم عورت کو ٹریکٹر سے باندھ کر 2 کلومیٹر تک گھسیٹا ہلاک

مر گئی تو 5 سالہ بچے کو بھی قتل کر کے نعشیں جلا دیں

[illegible]

ذلت سے تنگ آکر نجی جیل سے فرار ہو کر دوسرے زمیندار کے پاس پہنچ گئی، ظالم وڈیرہ ٹریکٹر کے پیچھے باندھ کر گھسیٹتا ہوا واپس لے آیا

[illegible]

[illegible] کے صحرائی علاقے میں ظالم [illegible] سے تنگ آکر نجی جیل سے فرار [illegible] کے پیچھے باندھ کر گھسیٹ کر [illegible] ٹکڑے ٹکڑے کر کے آگ [illegible] معصوم بیٹے [illegible] آگ میں پھینکوا دی۔ تفصیل کے مطابق تھانہ کھینچو کے گاؤں گلشیر مہر میں ایک ہاری دین محمد نے کچھ سال قبل اسلام قبول کر کے بنگالی عورت نور خاتون سے پچیس ہزار روپے کے عوض شادی کی۔ ان کے ہاں ایک بیٹا ہوا جسکی عمر پانچ سال ہو گئی۔ دین محمد نے شادی کی رقم وڈیرے گلشیر خان مہر سے ادھار لی تھی۔ گلشیر مہر اپنی رقم کے بدلے میں دونوں میاں بیوی سے مشقت لیتا رہا۔ اس دوران ظالم وڈیرے نے اسکی نوجوان بیوی کو کئی مرتبہ جنسی تشدد کا نشانہ بنایا جسکی نور خاتون نے اپنے شوہر دین محمد سے شکایت کی جس پر دین محمد اپنی بیوی اور بچے سمیت وہاں سے فرار ہونے لگا تو وڈیرے نے انہیں پکڑ کر اپنی نجی جیل میں ڈال دیا۔ نجی

صفحہ 5 پر بقیہ نمبر 61

بقیہ 61 ظالم وڈیرہ / عورت قتل

[illegible] وڈیرہ اور اس کے پالتو غنڈے روزانہ نور [illegible] ہے جس پر وہ گذشتہ روز [illegible] نجی جیل سے فرار ہو کر قریبی [illegible] کے پاس پہنچ گئی۔ [illegible] کے پاس سے تو [illegible] کہا کہ اگر [illegible] چار لاکھ روپے [illegible] ظالم وڈیرے نے [illegible] پیچھے باندھ لیا اور تقریباً 2 کلومیٹر دور اپنی نجی جیل تک گھسیٹتا ہوا لے آیا لیکن گھسیٹنے کے دوران ہی نور خاتون کی روح پرواز کر گئی۔ ظالم وڈیرے نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ نور خان کی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کروا کر ایک بوری میں بند کرانے کے بعد آگ لگا دی۔ اسی دوران نور خاتون کا پانچ سالہ بچہ ماں ماں پکارتا [illegible] وڈیرے نے اسے بھی گولی مار کر ہلاک کر دیا اور اسکی نعش بھی آگ میں پھنکوا دی۔ اس واقعہ کی اطلاع ایس ایس پی ڈاکٹر ولی اللہ دل کو پہنچی تو وہ پولیس کی بھاری جمعیت کے ہمراہ گاؤں پہنچ گئے مگر ظالم وڈیرہ اپنے ساتھیوں سمیت فرار ہو گیا۔ یہ اطلاعات بھی گشت کر رہی ہیں کہ وڈیرے نے نور خاتون اور اس کے بچے کی طرح اس کے شوہر دین محمد کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔

صفحہ آخر کالم ۶

قسط:۷

تحریک احمدیت

﴿برطانوی یہودی گٹھ جوڑ﴾

زیرِ نظر مضمون جناب بشیر احمد صاحب کی انگریزی کتاب **Ahmadia Movement British-Jewish Connection -----** کا اُردو ترجمہ (تحریکِ احمدیت برطانوی یہودی گٹھ جوڑ) جو جناب احمد علی ظفر صاحب نے کیا ہے۔ کتاب کا مواد انڈیا آفس لائبریری لندن سے حاصل کیا گیا ہے جو پنجاب انٹیلی جنس کی رپورٹ پر مشتمل ہے۔ ادارہ اس کی محض تاریخی افادیت کے پیشِ نظر اسے قسط وار قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔ رپورٹ کے مندرجات اور مصنف کے ذاتی رجحانات سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

سکھوں کے ساتھ نزاع : (۱۹۳۷ء)

جون میں سکھوں اور احمدیوں کے مابین تعلقات میں مزید کھنچاؤ آ گیا جب قادیان میں ''دھرم شالہ اداسیاں'' کے پجاری نے دھرم شالہ کی زمین کو احمدیوں کے پاس رہن رکھ دیا۔ پجاری احمدیوں کی تعمیر کے بعد فرار ہو گیا مگر سکھ امرتسر سے دو پجاری لے آئے جنہوں نے تالے توڑ کر جگہ پر قبضہ کر لیا۔ احمدیوں نے ہوشیاری کے ساتھ رہن کو ختم کر دیا مگر احمدیوں اور سکھوں کے مابین بدگمانی بہت جلد دوبارہ اس وقت پیدا ہو گئی جب ایک اشتہار بعنوان ''حضرت بابا نانک صاحبؒ کا دین دھرم'' چھپا۔ جس میں یہ دعوٰی کیا گیا کہ بابا نانک ایک مسلمان تھے۔

مرزا محمود کے خلاف مصری ملتانی کی فردِ جرم : (۱۹۳۷ء)

جون ۱۹۳۷ء میں قادیانی گروہ کے درمیان شدید افتراق رونما ہو گیا۔ دو بددل قادیانیوں فخر الدین اور عبدالرحیم مصری نے احمدیہ گروہ کے سربراہ کے ذاتی کردار کے خلاف سنگین الزامات پر مبنی دو اشتہارات شائع کیے۔ عبدالرحیم مصری جو کہ احمدیہ مکتب برائے مذہبی تعلیمات کا صدر معلم تھا اس نے اپنے آپ کو صدر اور فخر الدین ملتانی کو معتمد بنا کر ایک مخالف تنظیم ''مجلسِ احمدیہ قادیان'' کے نام سے قادیان میں شروع کر دی۔ لاہوری احمدی پارٹی، آریہ

ساجیوں اور احرار ان تمام نے منحرفین کی طرفداری کی۔ دونوں باغیوں کو برادری سے نکال باہر کیا گیا اور مرزا بشیر الدین محمود نے اپنی تقریروں میں ان کے خلاف پر تشدد کاروائیوں کی دھمکیاں دیں۔ ان دھمکیوں سے متاثر ہو کر ایک جنونی احمدی نے ۷/اگست کو فخر الدین ملتانی اور ایک دیگر قادیانی منحرف کو خنجر گھونپ دیا۔ فخر الدین ملتانی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ایک ہفتہ بعد چل بسا۔ حملہ آور کو گرفتار کر لیا گیا اور اگلے سال کے اوائل میں عدالت عالیہ نے اسے سزائے موت سنادی۔ کئی سرکردہ احمدیوں جن میں خان صاحب فرزند علی جو کہ قادیانی اشرافیہ کا ایک اہم رکن تھا اور جسے بعد میں عدالت نے بری کر دیا، کے خلاف ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۰۷ کے تحت کارروائی عمل میں لائی گئی۔ ستمبر میں پولیس کو اطلاع بھی دی گئی کہ منحرف احمدیوں نے مرزا بشیر الدین محمود کے ملازم لڑکے کو اسے زہر دینے کے لیے کہا ہے جس کے بدلے اسے تھوڑا انعام بھی دیا جائے گا۔ تحقیقات پر یہ معاملہ غلط ثابت ہوا۔ ''بیت المال'' قادیان کے کھاتوں اور حسابات کی جانچ پڑتال کے بعد ایک رپٹ درج کرائی گئی کہ عبدالرحیم مصری احمدیہ سکول کے دور صدر معلمی کے دوران خیانت کا مرتکب ہوا ہے۔ (مئی ۱۹۳۸ء) میں یہ مقدمہ عدالت میں جا کر ناکام ہو گیا) انہی اوقات میں ایک طرف احمدیوں کی قادیانی شاخ اور دوسری طرف لاہوری شاخ نے ایک دوسرے کے خلاف پریس میں اشتعال انگیز مضامین چھاپنے کی کئی شکایات کیں اور یہ کہ وہ ایسی صورتِ حال پیدا کر رہے ہیں جس میں پر تشدد جرم کا ارتکاب ہو سکتا ہے دونوں گروہوں کے رسالوں ''الفضل'' اور ''پیغام صلح'' کو قانونی طریق کار کا ڈراوا دے کر قابلِ اعتراض مواد کی اشاعت سے منع کیا گیا۔ دسمبر میں احرار اور برادری بدر کیے ہوئے احمدیوں نے مرزا بشیر الدین محمود پر لگائے گئے الزامات کے اشتہار چھپوا کر مصبیت کھڑی کرنے کی کوشش کی۔ پانچ رسالے بعنوان ''احمدی ارباب کی خدمت میں عاجزانہ گزارش اور فیصلہ کا آسان طریق۔'' ''بڑا بول''۔ ''جناب خلیفہ صاحب کے دونوں پیش کردہ طریق فیصلہ منظور''۔ ''عزل خلیفہ'' اور ''کیا تمام خلیفے خدا ہی بناتا ہے''۔ اس وقت تقسیم کیے گئے قابل عتراض پائے گئے۔ پہلے اشتہار کے چھاپنے والے کو تنبیہ کر دی گئی جبکہ بقیہ چار کو جرمانہ کیا گیا۔ احمدیوں کے درمیان اندرونی انتشار جاری رہا۔ مرزا بشیر الدین محمود نے افتراق پسندوں کے خلاف سخت انضباطی کارروائی کی جن کو بلاتمیز برادری سے خارج کر دیا گیا اور انہیں احمدی رضا کاروں کی کڑی نگرانی میں رکھا گیا۔ ستمبر ۱۹۳۸ء کے آخر تک کل انیس کے قریب احمدی برادری سے خارج کیے جا چکے تھے۔

ایک احراری رہنما کا قتل :(۱۹۳۸ء)

۱۹۳۸ء کے دوران معمولی واقعات رونما ہوتے رہے۔ فروری میں مجلس احرار بٹالہ کے صدر حاجی عبدالغنی پر اسرار حالات میں فوت ہو گئے۔ سر پر زخم تھا اور احمدیوں پر غلط الزام لگایا گیا کہ وہ اپنی احمدی مخالف سرگرمیوں کی بناء پر

احمدیوں کے ہاتھوں قتل ہوگئے۔ دراصل حاجی صاحب کو کھانے میں نشہ ملا کر مہلک ضربات لگائی گئی تھیں۔ اس مقدمہ کا کھوج نہ لگایا جاسکا۔ اس سلسلے میں کہا جا رہا ہے کہ احرار نے ایک رسالہ بعنوان ''یادِ رفتگان'' چھپوایا ہے جسے بعدازاں حکومت نے ضبط کرلیا۔ مارچ میں احمدیوں کی کثیر تعداد نے ایک غیر احمدی کی مشترکہ قبرستان میں تدفین میں مداخلت کی اور امن کی بحالی کے لیے پولیس کو کارروائی کرنا پڑی۔ جون میں احمدیوں نے عیدگاہ کو کلی طور پر ملکیت بنانے کے لیے احتجاج دوبارہ کرنے کی کوششیں کیں۔ امن عامہ خراب کرنے کی صورتحال سے نمٹنے کے لیے پولیس کو خصوصی طور پر اقدامات کرنے پڑے۔ اگست میں بٹالہ کے حارا نامی سولہ سالہ لڑکے نے بتایا کہ وہ کس طرح تین دفعہ مرزا صاحب کو قتل کرنے میں ناکام رہا ہے۔ مگر غالباً یہ داستان غلط تھی۔ اسی مہینے چھوٹے بچوں کی لڑائی کے نتیجہ میں چار احمدیوں اور قادیان کے تین احراریوں کے مابین لڑائی ہوئی۔ ستمبر میں احمدیوں اور احراریوں کے درمیان ایک اور لڑائی سے بچانے کے لیے اس وقت کارروائی کرنا پڑی جب تقریباً ۳۵۰ قادیانیوں نے اپنے رہنماؤں کے حکم پر عیدگاہ میں ڈیرے ڈالنے اور اسے گرا کر زمین کے برابر کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس طرح احرار احمدیوں کے خلاف اپنی نفرت کا زیادہ تر اظہار نہ کرسکے۔ چنانچہ وہ کبھی کبھار منعقد ہونے والے عوامی اجتماعات میں یہ کہ کر اپنے خیالات کا اظہار کرتے کہ ''احمدی مسلمان قومیت کے دائرہ سے خارج ہیں''۔ احمدیوں اور ان کے مخالفین کے درمیان دیرینہ کشمکش میں یہ بات تسلیم کرنی پڑے گی کہ احمدیوں کو کم خسارہ اُٹھانا پڑا اس کی بنیادی وجہ قادیان میں احمدی معاملات چلانے کے لیے انتہائی منظم اور اہل انتظامیہ کی موجودگی تھی۔ مرزا بشیر الدین محمود اور ان کے پیش رووں کی قائم کردہ مشینری نے تمام دباؤ کا غیر معمولی طور پر ڈٹ کر مقابلہ کیا لیکن دور اندیشی کے نکتہ نظر سے احمدیوں کو وقار سے ہاتھ دھونے پڑے اور مادی طور پر ان کا تبلیغی کام شکست و ریخت کا شکار ہوا۔ احمدیوں کو عوام کی نظر میں اپنے کھوئے ہوئے وقار کو دوبارہ حاصل کرنے اور مذہب تبدیل کرانے کی سرگرمیوں جو کہ احمدیوں کا اولین نصب العین ہے اور جس لگن اور کامیابی کے ساتھ انہوں نے یہ سرگرمیاں ماضی میں جاری رکھی ہیں اُس کے لیے ابھی وقت درکار ہے۔

احمدی تنظیمیں لاہور اور قادیان میں : (۱۹۳۸ء)

قادیان فریق کی موجودہ تنظیم کا مختصر جائزہ ضروری ہے۔ تحریک کا مختارِ کل خلیفہ ہے جو کہ نظریاتی طور پر منتخب ہوتا ہے اس کے اختیار کا سب سے بڑا اوزار ایک مرکزی تنظیم ہوتی ہے جسے ''صدر انجمن احمدیہ'' کہتے ہیں یہ ایک منظور شدہ باڈی ہوتی ہے۔ انجمن مزید کئی محکمہ جات میں تقسیم ہے جسے ایک یا ایک سے زیادہ ناظم یا سیکرٹری چلاتے ہیں۔ آج کل (یعنی ۱۹۳۸ء میں) ۹ اہم محکمہ جات ہیں جو امور عامہ، بیت المال، دعوت و تبلیغ، تالیف و تصنیف، ضیافت

، جائیداد، جامعہ احمدیہ و مقبرہ بہشتی اور نیشنل لیگ ہیں۔ یہ محکمہ جات بالترتیب سید زین العابدین خان صاحب، فرزند علی، مرزا شیر علی، مرزا البشیر احمد، میر محمد اسحاق، مرزا محمد اشرف، مرزا سرور شاہ اور شیخ بشیر احمد کی زیر نگرانی چل رہے ہیں۔ مرکزی محکمہ جات کے علاوہ ان ناظروں کی زیر نگرانی کئی دیگر محکمے بھی چل رہے ہیں۔ صدر انجمن احمدیہ کا سالانہ میزانیہ تقریباً بارہ لاکھ روپے ہوتا ہے اس کے علاوہ انجمن کے پاس ایک ''محفوظ پونجی'' جس کی مقدار پچیس لاکھ ہے اور اب تقریباً تین لاکھ روپے کی ایک ''خلافت جوبلی پونجی'' بھی اکٹھا کر رہی ہے جو مارچ ۱۹۳۹ء میں مرزا البشیر الدین محمود کی خلافت کے پچیس سال مکمل کرنے پر تقریبات کے لیے ہے۔ ہندوستان سے باہر احمدیوں کے بائیس تبلیغی مراکز ہیں جو لندن، بلجیم، بلغراد، بڈاپسٹ، شکاگو، بیونس، آئرس، لاگوس (جنوبی نائیجریا)، گولڈ کوسٹ کالونی، مورلیشئس، نیروبی، مصر، سیرالیون، کوہے، پائیرم (آسٹریلیا)، سماٹرا، جاوا، سیلون، رنگون، سنگاپور اور ہانگ کانگ میں واقع ہیں۔ ہندوستان میں تقریباً ایک ہزار احمدی انجمنیں ہیں جن میں سے ۵۳۶ پنجاب، ۵۰ پٹیالہ اور کشمیر، ۷ میسور، ۴ حیدر آباد دکن، ۱۳۵ اڑیسہ، ۲۸ بلوچستان، ۱۹ اتر پردیش، ۷ بمبئی اور ۶ مدراس میں واقع ہیں، احمدی دعوی کرتے ہیں کہ دنیا بھر میں ان کے تقریباً پندرہ لاکھ ارکان موجود ہیں۔ ہندوستان میں احمدیوں کے چھپنے والے اخبارات و جرائد میں ''الفضل''، ''فاروق''، ''نور''، ''الحکم''، ''مصباح''، ''دی ریویو آف ریلیجنز'' اور ''سن رائز'' شامل ہیں۔ بیرون ممالک چھپنے والوں میں ''سن رائز'' کا شکاگو ایڈیشن ''دی مسلم ٹائمز'' (لندن) ''البشریٰ'' (مصر) ''دی میسیج'' ''دوتان'' (سری لنکا) اور ''الاسلام'' (جاوا) شامل ہیں۔

لاہوری جماعت کا سربراہ مولوی محمد علی ہے (جو نظریاتی طور پر تاحیات نہیں بلکہ ہر سال چنا جاتا ہے) اور اس کی معاونت ایک جنرل سیکرٹری اور ایک مجلس منتظمہ کرتے ہیں۔ مرزا محمود بیگ اور مولوی عزیز بخش بطور سیکرٹری کام کرتے ہیں۔ اور مجلس منتظمہ میں مشہور احمدی مبلغ مولوی صدر الدین شامل ہیں۔ ''انجمن اشاعت اسلام لاہور'' کا سالانہ میزانیہ کا تخمینہ تقریباً دو لاکھ روپے ہے اور اس کے موجود ارکان کی تعداد پانچ ہزار سے زیادہ نہیں۔ انجمن کی ہندوستان میں کئی شاخیں ہیں اور لندن، برلن، جاوا، فجی اور مغربی افریقہ میں چھ مراکز ہیں۔ یہ ''پیغام صلح''، ''لائٹ''، ''ینگ اسلام'' اور اسلامک ورلڈ اس ملک میں شائع کر رہی ہے۔ اور انگلستان میں ''اسلامک ریویو'' اور ''ورکنگ مسلم مشن گزٹ'' شائع کر رہی ہے۔ لاہوری جماعت بھی ایک ''جوبلی پونجی'' اکھٹا کر رہی ہے تا کہ اگلے سال قادیان جماعت سے اس کی علیحدگی اور ''انجمن اشاعت اسلام'' کے قیام کے پچیس سال مکمل ہونے پر تقریبات کی جا سکیں۔

(۱۵ را کتوبر ۱۹۳۸ء کو سی آئی ڈی پنجاب کی خفیہ اطلاع)

دوسری جنگِ عظیم : (۴۵-۱۹۳۹ء)

قادیانیوں اور لاہوری جماعت کی طرف سے دوسری جنگِ عظیم کے دوران ہندوستان اور بیرون ملک اتحادیوں کی غیر مشروط حمایت جاری رہی۔

انتخابات : (۴۶-۱۹۴۵ء)

مسلم لیگ کے بارے میں مشکوک حکمت عملی۔ مرزا محمود متحدہ ہندوستان یعنی ''آکھنڈ بھارت'' کا پرچارک رہا۔

تقسیم عارضی ہوگی : (۱۹۴۴ء)

مرزا محمود احمد فساد عظیم کے مقابلے میں قادیان سے چمٹا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔ اس نے اپنے پیروکاروں کو ہدایت کی ہے کہ اپنی عورتوں کو چھوڑنے کے بعد وہ قادیان واپس آجائیں گے۔

قادیان کی حفاظت : (۱۹۴۵ء)

احمدی رضا کاروں کو قادیان کی حفاظت کے لیے متحرک کیا گیا۔

جانشینی کی آرزو : (۴۷-۱۹۴۶ء)

احمدیوں کی خواہش تھی کہ وہ برطانویوں کے جانے کے بعد ان کے جانشین کے طور پر رہیں اور اکالی قیادت کی معاونت کے ساتھ وہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان ایک بفر سٹیٹ کے طور پر قادیان پر قابض رہیں۔

مرزا محمود پاکستان میں :(۵۲-۱۹۴۷ء)

مرزا محمود ۱۹۴۷ء میں پاکستان بھاگ گیا۔ اس نے سیاست میں گہری دلچسپی لی اور پاکستان میں ایک مرکز قائم کرنے کا خواہشمند تھا۔ ظفر اللہ نے اقوام متحدہ میں کشمیر اور فلسطین کے مسائل پر بطور وزیر خارجہ پاکستان کی نمائندگی کی۔

تحریک ختم نبوت : (۵۴-۱۹۵۳ء)

قادیانیوں کی محلاتی سازشوں کا نتیجہ قادیانی مخالف تحریک کی شکل میں نکلا۔ پنجاب میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا تحریک کچل دی گئی۔

ایوب حکومت : (۶۸-۱۹۵۸ء)

ایوبی حکومت میں بیرون ملک اور پاکستان میں قادیانی گروہ پنپتا رہا۔ ان کے لیے یہ دور ملکہ وکٹوریا کا سا دور

تھا۔ایم ایم احمد ایک طاقتور بیورو کریٹ کے طور پر سامنے آیا۔

جنگ ستمبر :(۱۹۶۵ء)

ہندوستان پاکستان کی جنگ کے دوران قادیانی چند مخفی وعیاں کاروائیوں میں مشغول رہے۔انکی آرزو تھی کہ وہ قادیان واپس چلے جائیں۔

مرزا ناصر تیسرا خلیفہ : (۸۲۔۱۹۶۵ء)

۱۹۵۶ء میں اس گروہ کا مرزا ناصر تیسرا خلیفہ بن گیا۔اس دور میں قادیانیت نے اپنے پنجے پاکستان اور بیرون پاکستان خصوصًا افریقہ میں گاڑے۔

پیپلز پارٹی کے ساتھ شرکت کاری : (۸۲۔۱۹۷۰ء)

پیپلز پارٹی کو انتخابات میں کامیابی دلانے کے لیے احمدیوں نے ان کے ہاتھوں میں ہاتھ دے دیے۔۱۹۷۱ء کے مشرقی پاکستان کے بحران میں ایم ایم احمد کے کردار پر شدید تنقید کی گئی۔

غیر مسلم اقلیت : (۱۹۷۴ء)

ستمبر ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی اور سینٹ نے ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔اس کا اعزاز پاکستان کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کو جاتا ہے جنہوں نے اس نوے سالہ مسئلے کے حل کے لیے دلیرانہ کوششیں کیں۔

مرزا طاہر احمد چوتھا خلیفہ : (۱۹۸۲ء)

جون ۱۹۸۲ء میں مرزا ناصر احمد کی موت کے بعد مرزا طاہر احمد اس گروہ کا چوتھا خلیفہ بن گیا۔

آرڈیننس xx ۱۹۸۴ء :

ضیاء کے فوجی دور میں قادیانی مخالف تحریک شدت پکڑ گئی۔۱۹۸۴ء کا آرڈیننس xx جاری کیا تاکہ قادیانیوں کی ملکی سلامتی کے خلاف سرگرمیوں کا تدارک کیا جاسکے۔مرزا طاہر احمد لندن بھاگ گیا۔

صد سالہ تقریبات : (۱۹۸۹ء)

۱۹۸۸ء کی مباہلہ کی مہم جو کہ ٹائیں ٹائیں فش ہوگئی تھی کے بعد مرزا طاہر نے اعلان کیا کہ وہ صد سالہ تقریبات کا انعقاد کریں گے۔

عدالت عظمیٰ کا فیصلہ : (۱۹۹۳ء)

۱۹۸۴ء کے آرڈیننس xx کے خلاف دائر کی گئی قادیانیوں کی اپیل پاکستان کی عدالت عظمیٰ نے مسترد کردی۔

(جاری ہے)

تبصرے کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں۔

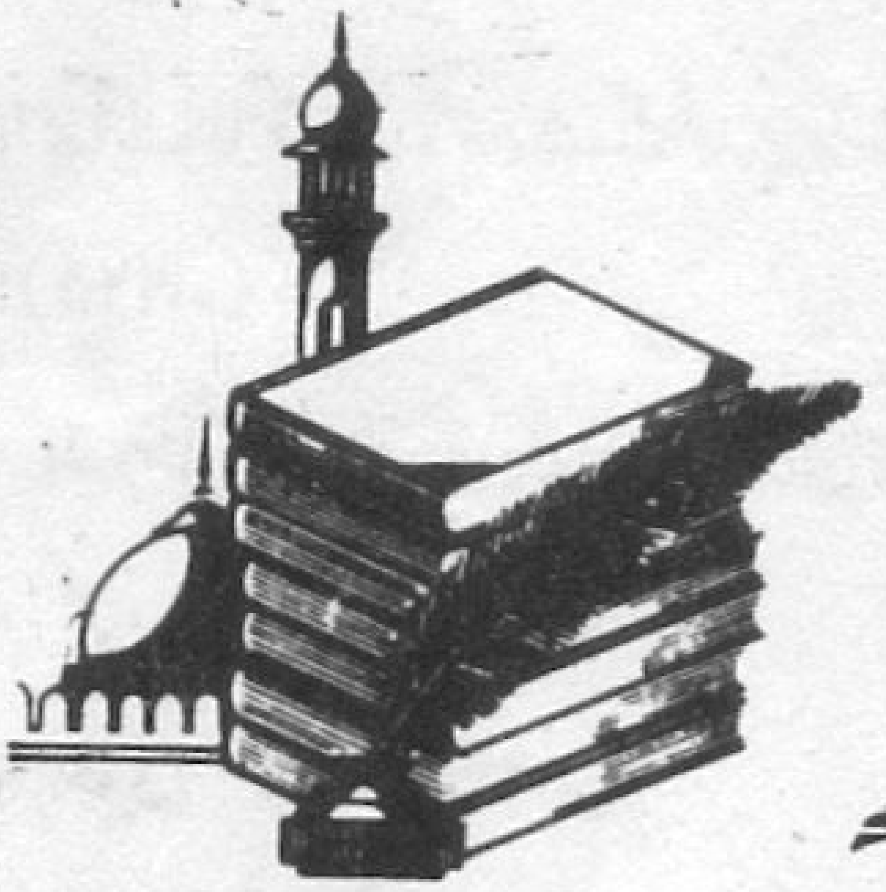

تقریظ و تنقید

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

نام کتاب: واردات ومشاہدات

تصنیف : مولانا عبدالرشید ارشد

صفحات : ۸۰۸

سائز : ۲۳x۳۶/۱۶

ناشر : مکتبہ رشیدیہ ۲۵/ لوئر مال بالمقابل ناصر باغ لاہور

قیمت : ۳۰۰/

مولانا عبدالرشید ارشد زید مجدھم ملک کی جانی پہچانی شخصیت ہیں، قدرت نے آپ کو لکھنے کا خاص ذوق عطا فرمایا ہے آپ جہاں ایک معروف رسالہ کے مدیر ہیں وہیں آپ کے قلم حقیقت رقم سے بہت سی ضخیم کتابیں نکل چکی ہیں جن میں سے بعض کو بڑی قبولیت اور شہرت حاصل ہوئی ہے حال ہی میں آپ نے ایک ضخیم کتاب ''واردات ومشاہدات'' کے نام سے شائع کی ہے اس کتاب میں آپ نے اپنے بہت سے مختلف الانواع مضامین جو مختلف جرائد ورسائل میں شائع ہوئے تھے اُن کو جمع کیا ہے یہ مضامین اس لحاظ سے اہمیت کے حامل ہیں کہ ان میں مصنف نے اپنی طویل زندگی میں پیش آنے والے بہت سے سبق آموز حالات وواقعات، بہت سی نامور شخصیات کے متعلق اپنے تأثرات اور اپنے بہت سے محبین و متعلقین اور اعزاو اقرباء کی وفیات درج فرمائی ہیں۔ اس طرح اس کتاب میں بہت سی نادر معلومات، تاریخی واقعات اور بہت سی عظیم شخصیات کے حالات وخدمات کا تذکرہ آگیا ہے۔ انداز بیان انتہائی سہل اور دلچسپ ہے یہ کتاب عوام الناس کے لیے عموماً اور تاریخ وتذکرہ سے تعلق رکھنے والے افراد کے لیے خصوصاً ایک گراں مایہ تحفہ ہے۔

☆

نام کتاب: ردِقادیانیت کے زرّیں اصول

تصنیف : مولانا منظور احمد چنیوٹی زید مجدھم

صفحات : ۴۴۰

سائز : ۲۳x۳۶/۱۶

ناشر : ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ

قیمت : ۱۵۰/

مولانا منظور احمد چنیوٹی دامت برکاتہم کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں ،اللہ تعالی نے آپ کو تحفظ ختم نبوت اور ردِّ مرزائیت وقادیانیت کے لیے منتخب فرمایا ہے۔چنانچہ آپ دنیا کے مختلف مقامات پر قادیانیوں سے مناظرہ کر کے اُنہیں شکست دے چکے ہیں،آپ کا خاص مشن قادیانیت کی دسیسہ کاریوں کو طشت از بام کرنا ہے اس کے لیے آپ ملک و بیرون ملک سفر کر کے علماء وطلبا کو علمی وفکری طور پر تیار کرتے ہیں۔۱۴۱۰ھ کی بات ہے کہ آپ دار العلوم دیوبند کی دعوت پر لیکچرار کی حیثیت سے دیوبند تشریف لے گئے وہاں کئی روز تک آپ کے محاضرات ہوئے جو دلچسپی اور دلجمعی کے ساتھ سنے گئے۔ان محاضرات کو نبیرہ شیخ العرب والعجم حضرت مفتی محمد سلمان صاحب زید مجدھم نے ترتیب دے کر صاحبِ محاضرات کی نظر ثانی واجازت سے شائع کر دیا۔پیشِ نظر ''ردِّ قادیانیت کے زرّیں اُصول'' اسی کا نقشِ ثانی ہے،اس ایڈیشن میں بہت سے علماء ومشائخ کی تقریظات کے ساتھ ساتھ علامہ خالد محمود دامت برکاتہم کا ایک وقیع وطویل مضمون بھی بطور مقدمۃ الکتاب کے درج کیا گیا ہے۔ردِمرزائیت وقادیانیت سے متعلق خدمات انجام دینے والے حضرات کے لیے یہ کتاب ایک استاذ اور رہنما کی حیثیت رکھتی ہے۔

☆

نام کتاب: تلخیص المعانی

تالیف : قاری محمد تقی الاسلام مدظلہ العالی

صفحات : ۵۴۴

سائز : ۲۰x۳۰/۸

ناشر : مکتبۃُ القرأت،مدرسہ دار القراء ۱۴۳ بی ماڈل ٹاؤن لاہور

قیمت :

چھٹی صدی ھجری کی بات ہے کہ اندلس کے مشہور شہر ''شاطبہ'' میں ایک بزرگ محمد قاسم بن فیرّہ پیدا ہوئے آپ ظاہری آنکھوں سے معذور تھے لیکن قدرت نے آپ کو باطنی آنکھوں سے نوازا تھا۔آپ اپنے دور کے صاحبِ کشف

وکرامت بزرگ ہونے کے ساتھ ساتھ فنِ قرأت کے مشہور امام، تفسیر وحدیث کے زبردست عالم، لغت ونحو میں بے نظیر اور علمِ تعبیر میں بے مثال شخصیت کے حامل تھے۔ آپ نے مختلف علوم وفنون پر متعدد کتب تحریر فرمائیں جن میں سے بعض کتب نے شہرتِ دوام حاصل کی۔ آپ کی تصانیف میں "شاطبیہ" قراءاتِ سبعہ کی شہرہ آفاق درسی کتاب ہے اس کا اصل نام "حرز الامانی ووجہ التھانی" ہے اس کو قصیدہ لامیہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کا ہر شعر لام الف پر ختم ہوتا ہے۔ "شاطبیہ" میں ایک ہزار ایک سو تہتر اشعار ہیں جن میں امام شاطبیؒ نے علامہ دانی کی "تیسیر" کو نرالے طرز پر نظم کیا ہے اس قصیدہ میں جو فصاحت وبلاغت اور حلاوت ولطافت پائی جاتی ہے اس سے صحیح معنی میں وہی لطف اندوز ہو سکتے ہیں جو اس فن سے تعلق رکھتے ہیں۔ شاطبیہ کی بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں جن میں سے ایک شرح اردو زبان میں "عنایاتِ رحمانی" کے نام سے تین ضخیم جلدوں میں شاطبی وقت حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتی رحمہ اللہ نے تحریر فرمائی ہے عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح صاحبِ کتاب امام شاطبیؒ نابینا تھے اسی طرح صاحب شرح حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ بھی نابینا تھے لیکن جس طرح امام شاطبی نے نظم کتاب میں کمالِ فن کا مظاہرہ فرمایا تھا اسی طرح حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ نے بھی اپنی شرح میں کمالِ مہارت سے کام لیا تھا۔

ناچیز راقم سطور کو اللہ تعالیٰ نے حضرت قاری صاحبؒ کی زیارت کا شرف بخشا ہے، کافی عرصہ پہلے کی بات ہے کہ آپ اپنے احناف کے پاس لاہور تشریف لائے تو کریم پارک کے علاقہ کو بھی اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا راقم الحروف زیارت کے لیے حاضر ہوا تو حضرت قاری صاحب مغرب کی نماز ادا فرمارہے تھے آپ چھریرے بدن کے پتلے دبلے انسان تھے، شرافت امتانت چہرہ سے جھلکتی تھی دیکھنے سے کسی فرشتے کا گمان ہوتا تھا رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً۔

زیرِ تبصرہ کتاب "تلخیص المعانی" حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ کی کتاب "عنایاتِ رحمانی" کا خلاصہ ہے جو ہمارے محترم ومکرم بزرگ حضرت قاری تقی الاسلام نے تحریر فرمائی ہے، حضرت قاری تقی الاسلام صاحب خود اس فن کے ماہر اساتذہ میں سے ہیں اور سالہا سال سے شاطبیہ کا درس دے رہے ہیں آپ نے طلباء کی کم ہمتی اور وقت کی کمی کا خیال رکھتے ہوئے نہایت آسان انداز میں عنایاتِ رحمانی کی تلخیص کی ہے جو اپنی سلاست اور سہل اندازی کے سبب خود ایک مختصر شرح کا درجہ رکھتی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ طلباء کرام اگر تھوڑی سی توجہ سے بھی کام لیں گے تو انشاء اللہ اس شرح کو سامنے رکھتے ہوئے شاطبیہ کے مطالب کو آسانی سے حل کرلیں گے اور نفسِ متن سے قرأۃ کی وجوہ نکالنے لگیں گے۔ حضرت قاری صاحب کو اللہ تعالیٰ اس محنت کا بہتر سے بہتر صلہ عطا فرمائے آپ یقیناً اس کاوش پر مبارک بادی کے مستحق ہیں۔ کتاب باطنی خوبیوں کے ساتھ ساتھ ظاہری خوبی سے بھی آراستہ ہے کتابت وطباعت نہایت عمدہ اور ڈائی دار جلد ہے قراءاتِ سبعہ کے اساتذہ وطلباء سے گزارش ہے کہ وہ اس کتاب سے ضرور استفادہ فرمائیں۔

☆

نام کتاب: دینی مدارس کی مثالی خدمات

افادات : مولانا زاہد الراشدی

صفحات : ۹۶

ناشر : مکہ کتاب گھر الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور

قیمت : ۶۰/

پیشِ نظر کتاب میں دینی مدارس کی خدمات، تاریخی کردار، معاشرتی اثرات اور ان کی علمی و نظریاتی جدوجہد سے متعلق ملک کے نامور عالم دین مولانا زاہد الراشدی کے مختلف مضامین کو یکجا کر کے شائع کیا گیا ہے آج کل چونکہ دینی مدارس حکومت اور عوام دونوں کے زیر بحث بلکہ یوں کہیے زیر عتاب ہیں ایسے موقع پر اس کتاب کا مطالعہ نہایت مفید و کارآمد رہے گا۔

☆

نام کتاب: سراغ زندگی

تالیف : مولانا عبدالقیوم حقانی

صفحات : ۱۶۰

ناشر : القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ

قیمت : ۶۰/

زیرِ نظر کتاب ''سراغ زندگی'' میں مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ کے اقوال و ارشادات، تجربات و مشاہدات نیز آپ کے علوم و معارف کا نچوڑ پیش کیا ہے جو مولانا مرحوم کی خود اپنی اور آپ پر لکھی جانے والی مختلف کتابوں سے ماخوذ ہے۔ اندازِ بیان دلچسپ اور سبق آموز ہے۔

☆

نام کتاب: الفوز الکبیر فی اصول التفسیر (عربی)

تالیف : حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

صفحات : ۱۳۶

ناشر : مجلس نشریات اسلام کراچی

قیمت : ۳۰/

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے اصول تفسیر سے متعلق ایک مختصر کتاب الفوز الکبیر فی اصول التفسیر کے نام سے تحریر فرمائی تھی یہ کتاب فارسی زبان میں تھی بعد میں اس کے بہت سے حضرات نے عربی زبان میں ترجمے کیے۔ زیرِ تبصرہ کتاب اسی فارسی کتاب کا عربی ترجمہ ہے جو حضرت مولانا محمد سلمان ندوی دامت برکاتہم نے کیا ہے آپ حضرت مولانا ابو الحسن علی ندوی رحمہ اللہ کے لائق بھانجے ہیں ذی استعداد عالم ہونے کے ساتھ جدید عربی زبان میں مہارت رکھتے ہیں اس لحاظ سے آپ کا یہ ترجمہ دیگر ترجموں پر فائق ہے۔ (ن۔ا)

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی امور

(1) مسجد حامد کی تکمیل

(2) طلباء کے لئے دار الاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(3) کتب خانہ اور کتابیں

(4) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے

(ادارہ)

رائیونڈ روڈ   زیر تعمیر مسجد حامد کے ہال کی شمالی اور جنوبی گیلری کا لینٹر جو مکمل ہو چکا ہے

(MONTHLY) CPL.260
ANWAR-E-MADINA
(LAHORE)

TEL : 6304100
: 6364808
: 6364809
: 6305900
: 6306700
FAX : (042) 6364464

Rainbow TRAVELS (PVT.) LTD.
TRAVEL AGENTS AND TOUR OPERATORS

حج اور عُمرہ
کی سعادت کے لیے
ہماری خدمات
حاصل کیجیے

آپ کی خدمت کے لیے ہمہ وقت مستعد
رینبو

۱-اے ٹرانسپورٹ ہاؤس
ایجرٹن روڈ بالمقابل فلیٹیز ہوٹل لاہور

1-A TRANSPORT HOUSE,
EGERTON ROAD,
LAHORE - PAKISTAN

IATA

TRAVEL AGENTS ASSOCIATION OF PAKISTAN
TAAP

IATA APPROVAL CODE 27-3-3028-4
GOVT. LICENCE NO. 1905
CHAMBER OF COMMERCE S.R. 747452